سلفی عقائد پر مشتمل تیسری صدی ہجری میں لکھے گئے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مستند رسائل کا مجموعہ

# مجموعہ

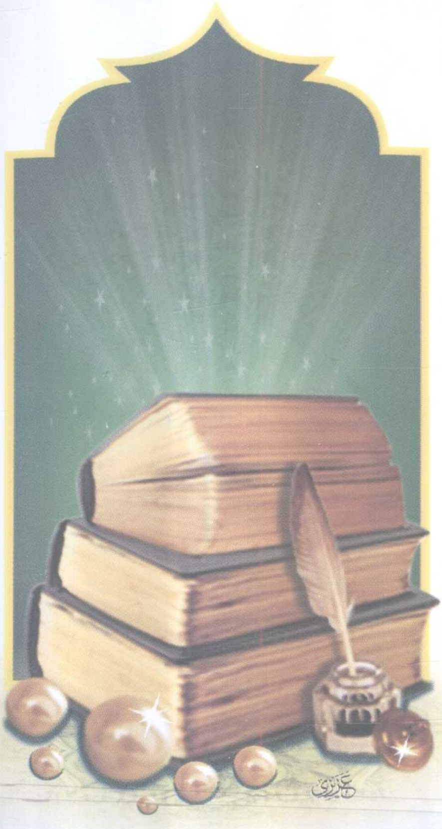
# مقالات اصول السنۃ



امام المحدثین الناصر للدین المناضل عن السنۃ
والصابر فی المحنۃ امام اہل السنۃ والجماعۃ

## احمد بن حنبل رحمہ اللہ

(۱۶۴-۲۴۱ھ)



ترجمہ
ابو صاریہ احسان یوسف الحسینوی

تحقیق و شرح
محمد ابراہیم بن بشیر الحسینوی
ابو خزیمہ عمران معصوم انصاری
ابو حبان کامران ملک

سلفی
Salafi
RESEARCH INSTITUTE

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## معزز قارئین توجہ فرمائیں!

**کتاب وسنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب .........

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

## ☆ تنبیه ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

**﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾**

- نشرواشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

سلفی عقائد پر مشتمل تیسری صدی ہجری میں لکھے گئے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مستند رسائل کا مجموعہ

# مجموعہ
# مقالات أصول السنة



امام المحدثین الناصر للدین المناضل عن السنة
والصابر فی المحنة امام أهل السنة والجماعة


## احمد بن حنبل رحمہ اللہ

(۱۶۴-۲۴۱ھ)

ترجمہ

## ابو صاریہ احسان یوسف الحسینوی

تحقیق وشرح

## محمد ابراہیم بن بشیر الحسینوی
## ابو خزیمہ عمران معصوم انصاری
## ابو حبان کامران ملک


سلفی
Salafi
RESEARCH INSTITUTE

مجموعہ

# مقالاتِ اُصُولُ السُّنَّة

امام المحدثین الناصر للدین المناضل عن السنۃ
والصابر فی المحنۃ امام اہل السنۃ والجماعۃ

**احمد بن حنبل** رحمہ اللہ

(۱۶۴ـ۲۴۱ھ)

اشاعت ........................................ مئی 2016

سلفی ریسرچ انسٹیٹیوٹ

United Kingdom
Suite M0162
265-269 Kingston Road
Wimbledon, London
SW19 3NW
Mob: +447497261845

حسین خانوالا ہٹھاڑ
تحصیل وضلع قصور، پنجاب۔ پاکستان
+92 302 4056 187

سلفی
Salafi
RESEARCH INSTITUTE



Email: Info@salafiri.com
Web: www.salafiri.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے

# فہرست مضامین

1 رسالہ

# أصول السنة

رسالہ 2

## السنة التي توفي عنها رسول الله ﷺ

3 رسالہ

## صفة المؤمن من أهل السنة والجماعة

4 رسالہ

## مکتوب بنام مسدد بن مسرہد رحمہ اللہ

5 رسالہ

## مکتوب بنام خلیفہ متوکل

# مقدمہ

نحمده ونصلي على رسوله الكريم أشهد أن لا إله إلا الله و أشهد أن محمداً عبده ورسوله، أما بعد:

لوگوں کا غیروں سے ناطہ توڑ کر صرف خالقِ حقیقی اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے جوڑنا عقیدہ توحید ہے، اسی لیے کہا گیا کہ اسلام لوگوں کو بندوں کی بندگی سے نکالتا ہے اور بندوں کے رب کی دعوت کا پیغام دیتا ہے۔ تمام انبیاء کی مشترکہ دعوت عقیدہ توحید تھی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ﴾ [النحل: ٣٦]

''ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا (اور یہی کہا کہ) اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔''

باطل کا انکار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اس کے تقاضے پورے کرنا بہت بڑی کامیابی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى﴾ [البقرة: ٢٥٦]

''جس نے طاغوت کا انکار کیا اور اللہ پر ایمان لایا، اس نے مضبوط کڑا تھام لیا۔''

عقیدہ میں بے شمار مسائل موجود ہیں، سلف صالحین نے عقیدے کے مسائل پر باریک بینی سے کام لیا اور ہر ہر مسئلہ کو واضح کیا۔

امام احمد بن حنبل سے کون واقف نہیں کہ جنھوں نے حق کی خاطر عقیدہ کے ایک مسئلے پر سال ہا سال کی قید و بند کی صعوبتوں کو برداشت کیا اور دنیا کی کوئی بھی طاقت ان سے کلمہ باطل کی تائید نہ کرواسکی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے **سلفی ریسرچ انسٹیٹیوٹ** کی طرف سے امام احمد بن حنبل کے کچھ رسائل عقیدہ، منہج اور سنت پر مشتمل پیشِ خدمت ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلامی عقیدہ ایک اعلیٰ مقام رکھتا ہے، جو کہ ہر نبی علیہم السلام نے بیان کیا اور جس کے ساتھ وہ مبعوث ہوئے تھے، یہ دین کی اہم اصل ہے اور ایک ضروری معیار جو ایمان کا تقاضا بھی ہے، اس لیے ہر مسلمان کے لیے بہت ضروری ہے کہ وہ اس کو سیکھے اور اس کا علم حاصل کرے۔

امام احمد علم کا ایک سمندر اور پہاڑ تھے اور اس میں کوئی مبالغہ نہیں کہ آج بھی ہمارے زمانے میں بھی اُن کے بیان کردہ سنت کے اصول سے لوگوں کو جانچا جاتا ہے۔ اس بنا پر سنت کی اہمیت لازم ہے اور خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو سنت پر گامزن ہیں۔

امام احمد نے خود سنت کو مضبوطی سے پکڑنے کی مثال دکھائی، جو قیامت تک محفوظ رہے گی اور وہ مسئلہ خلق قرآن کا تھا۔ وہ اس آزمائش میں ثابت قدمی کے اعتبار سے سب سے بڑے امام ہیں۔ جسے حق سمجھا اس پر جمے رہے آپ نے خلق قرآن کے مسئلے میں غیر معمولی استقامت کا مظاہرہ کیا۔ اور ہلال بن العلاء نے کیا خوب فرمایا:

"اگر دنیا میں دو چیزیں نہ ہوتیں تو لوگ اُن کے شدید محتاج ہوتے۔ احمد بن حنبل کی آزمائش اگر نہ ہوتی تو سارے لوگ (اہلِ سنت، اہلِ حدیث کا مسلک چھوڑ کر) جہمی ہو جاتے اور محمد بن ادریس الشافعی انھوں نے لوگوں کے لیے بند تالے کھولے۔"[1]

قارئین کو یہ خبر دیتے ہوئے نہایت خوشی محسوس کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت و توفیق سے سندھ کے راشدی خاندان کے تمام علماے کرام کی کتب ایک معاہدہ کے تحت ہمیں مل چکی ہیں، اُن کی کتب کو ہمارے علاوہ کوئی بھی شایع نہیں کر سکتا، ورنہ ہم قانونی کاروائی کے مجاز ہوں گے اور ادارہ کی لجنہ نے راشدی خاندان کے محدثین کی کتب پر منظّم طریقے سے کام شروع کر دیا ہے، جو عن قریب شایع کی جائیں گی۔ ان شاء اللہ

تھوڑے ہی عرصے میں عقیدہ پر ادارے کی تیسری نادر کتاب شایع ہو رہی ہے اور کئی ایک کتب آئندہ ایام میں شایع کی جائیں گی، اللہ تعالیٰ کی توفیق و مدد کے بعد پھر الاستاذ ابوحیان کامران ملک، ادارہ کے مدیر الاستاذ ابراہیم بن بشیر الحسینوی حفظہ اللہ اور ادارہ کی لجنہ کی مسلسل محنت سے تمام منصوبہ جات خیر و عافیت سے پایۂ تکمیل کو پہنچ رہے ہیں۔ والحمد للہ.

انسانی کام میں خطا کا امکان لازم ہے، لہٰذا اس کتاب میں جو بھی غلطی دیکھے، ہمیں اس سے مطلع کرے، ادارہ اس کا شکر گزار ہوگا۔

اے ہمارے پروردگار! تو ہماری اس حقیری سی کاوش کو قبول فرما، اسے



[1] حلیة الأولیاء: (۹/ ۱۸۱)

سلفی ریسرچ انسٹیٹیوٹ کی لجنہ ابو رمیشہ تیمور افضل، ابو عالیہ اعجاز ملک، ہمارے والدین و اساتذہ کرام اور تمام معاونین کے لیے صدقہ جاریہ بنا۔ آمین.

ابوخزیمہ عمران معصوم انصاری

رئیس: سلفی ریسرچ انسٹیٹیوٹ

برمنگھم، انگلینڈ۔۲۳ صفر ۱۴۲۷ھ

# اداریہ

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی خدماتِ جلیلہ اُمتِ مسلمہ پر عیاں ہیں۔ ان کی کتب و رسائل کو شائع کرنے کی ادنیٰ سی کاوش کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے۔ آمین.

اس مجموعہ میں امام احمد رحمہ اللہ کے سنت کے موضوع پر درج ذیل پانچ قیمتی اور نادر رسائل کو جمع کیا گیا ہے:

1. أصول السنة.
2. السنة التي توفي عنها رسول الله ﷺ.
3. صفة المؤمن من أهل السنة والجماعة.

ان تین رسائل کا ترجمہ مولانا ابو صاریہ احسان یوسف الحسینوی حفظہ اللہ نے کیا، ہمارے سامنے ان تینوں رسائل کی تحقیق فواد احمد زمرلی ابوعبدالرحمٰن والا نسخہ تھا۔

4. رسالة الإمام أحمد بن حنبل لمسدد بن مسرهد البصري.
5. رسالة الإمام أحمد لخليفة المتوكل.

ہم نے پانچ رسائل کو تحقیق و شرح کے ساتھ "مجموعہ مقالات أصول السنة" کے نام سے ایک جگہ جمع کر دیا ہے اور عن قریب امام احمد رحمہ اللہ کے اسی موضوع پر دیگر رسائل کو بھی شایع کیا جائے گا۔ إن شاء الله.

آخر میں کتاب و سنت کی محبت سے سرشار اور تراثِ سلف کے احیا کا

بے پناہ جذبہ رکھنے والے محترم المقام جناب ڈاکٹر ابوخزیمہ عمران معصوم انصاری حفظہ اللہ سرپرست ادارہ ہذا کا ممنون ہوں، جن کے تعاون اور سرپرستی کی وجہ سے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے اصول السنۃ کے موضوع پر پانچ قیمتی رسائل کا احیاءِ عمل میں آیا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ادارے کو مزید ترقی عطا فرمائے اور اسے تمام اہداف میں کامیاب کرے۔ انھیں اور دیگر تمام معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اسے ہم سب کے لیے توشۂ آخرت بنائے۔ (آمین)

**نوٹ:**

یہ بات باعثِ مسرت ہوگی کہ ادارے کی ہر کتاب اردو، انگلش اور دیگر زبانوں میں بھی شایع ہوا کرے گی۔ إن شاء اللّٰہ.

والسلام

محمد ابراہیم بن بشیر الحسینوی

مدیر: سلفی ریسرچ انسٹیٹیوٹ

رئیس جامعہ امام احمد بن حنبل اہل حدیث سٹی قصور

۱۰ صفر ۱۴۳۷ھ

# امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے حالات

## نام ونسب:

آپ کا نام احمد، کنیت ابو عبداللہ، لقب امامِ اہلِ سنت و جماعت اور سلسلہ نسب یہ ہے: احمد بن محمد بن حنبل شیبانی بغدادی۔ آپ شیبان کے خالص عربی النسل قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے، عہد صدیقی کے نامور اسلامی سپہ سالار حضرت مثنی رضی اللہ عنہ بن حارثہ کا تعلق اسی قبیلہ سے تھا۔

## تاریخ پیدائش:

آپ بغداد میں ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے، تین سال کے تھے کہ والد کا انتقال ہو گیا اور آپ مکمل طور پر والدہ کی زیرِ تربیت آ گئے۔ انھوں نے شروع سے ہی تعلیم و تربیت کی طرف خاص توجہ کی۔

## اللہ تعالیٰ کا اُمت مسلمہ پر احسان عظیم:

جس دور میں اللہ تعالیٰ نے امام احمد بن حنبل کو پیدا فرمایا، یہ دور تاریخ اسلام کا انتہائی خطرناک اور نازک دور تھا۔ اس زمانہ میں خلیفہ مامون نے فلسفیوں کی گمراہ کن کتب کے عربی تراجم کروائے جس سے گمراہ فرقوں جہمیہ، معتزلہ، کرامیہ، قدریہ، اشعریہ، خوارج، رافضہ، قرامطہ، باطنیہ کو بہت تقویت ملی۔ اُن سے زمین بھر چکی تھی۔ ہر طرف اُن کا ہی اثر رسوخ تھا۔ ہر طرف

قرآن و حدیث کے خلاف ایک محاذ برپا تھا، جسے حکومتی سرپرستی حاصل تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی حفاظت کی خاطر اور ان گمراہ فرقوں کی سرکوبی کے لیے امام احمد بن حنبل کو پیدا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے اس بندے نے ساری زندگی تدریسی، تصنیفی خدمات سرانجام دیں اور باطل فرقوں کے سامنے کلمہ حق بلند کیا۔ امام احمد بن حنبل اور اُن کے شاگردوں کے کارنامے اُمت مسلمہ کے لیے اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان ثابت ہوئے۔ والحمد للہ. یہ داستان ایک مستقل تاریخ کی حامل ہے۔

## ابتدائی تعلیم:

آپ نے بچپن میں قرآنِ مجید حفظ کر لینے کے بعد زبان و ادب کی تعلیم حاصل کی۔ تقویٰ، نفاست، شرافت، دیانت، نجابت اور صلاحیت کے آثار ابتدا سے نمایاں تھے، انھیں نیک آثار کو دیکھ کر ایک صاحبِ نظر نے کہا تھا کہ اگر یہ نوجوان زندہ رہا تو اہلِ زمانہ پر حجت اور دلیل ہوگا۔

## علم حدیث کی ابتداء:

ابتدائی تعلیم کے بعد آپ نے علمِ حدیث کی طرف توجہ کی اور چار برس تک بغداد میں محدث ہشیم بن بشیر الواسطی سے استفادہ کیا۔ اسی عرصے میں بغداد کے دیگر محدثین سے بھی استفادہ کیا۔ وہاں سے فارغ ہو کر کوفہ، بصرہ، مکہ، مدینہ، یمن، شام اور جزیرہ کا سفر کیا اور ہر جگہ کے نامور محدثین سے علم حدیث و فقہ وغیرہ حاصل کیا۔

## شیوخ:

علامہ ابن جوزی نے آپ کے اساتذہ کی تعداد سو سے زائد بتائی ہے،

ان میں ھشیم بن بشیر، امام وکیع، یحییٰ بن سعید قطان، سفیان بن عیینہ اور امام شافعی نمایاں نام ہیں۔ امام شافعی سے دو مرتبہ ملاقات ہوئی اور اُن سے حد درجہ متاثر ہوئے اور بھرپور استفادہ کیا۔ امام شافعی سے پہلی ملاقات حجاز میں، جبکہ دوسری مرتبہ بغداد میں ملے۔

آپ خود فرماتے ہیں: ہم کو مجمل ومفسر اور ناسخ ومنسوخ کا پتا اس وقت چلا، جب ہم امام شافعی کی مجلس میں بیٹھے۔ ایک مرتبہ آپ کے صاحبزادے عبداللہ نے پوچھا کہ شافعی کون تھے؟ میں دیکھتا ہوں کہ آپ ان کے لیے بہت زیادہ دعا کرتے ہیں۔ امام صاحب نے بتایا کہ بیٹا! امام شافعی دنیا کے لیے آفتاب اور بدن کے لیے صحت کی مانند تھے، کیا ان دونوں چیزوں کا کوئی بدل ہوسکتا ہے؟ میں تیس سال سے امام شافعی کے حق میں دعا اور استغفار کر رہا ہوں۔ ہر وہ شخص جس کے ہاتھ میں دوات اور کاغذ ہے، اس کی گردن پر امام شافعی کا احسان ہے۔

آپ نے حدیث وفقہ کی تحصیل شروع کی تو اپنی پوری توانائیاں اور توجہ اسی کی طرف مبذول کر دی، یہاں تک کہ اصحاب حدیث آپ کو اپنا امام وفقیہ اور مجتہد قرار دینے لگے۔

### تلامذہ:

اکابر محدثین، مثلاً: امام بخاری، امام مسلم، امام ابو داود اور امام ابو زرعہ اور خلق کثیر نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیے ہیں۔

امام ابو داود طویل عرصہ تک امام احمد کے ساتھ رہے، یہی وجہ ہے کہ اپنی کتاب سنن ابی داود میں امام احمد سے ۲۲۰ احادیث لائے ہیں۔

## علمی پختگی:

علمی پختگی، معلومات کا استحضار اور قوتِ حافظہ اس قدر تھا کہ آپ کے اساتذہ بھی بلاجھجک آپ سے استفادہ کرتے تھے۔ امام شافعی رحمہ اللہ حدیث وفقہ میں مہارت کے باوجود احادیث کی تصحیح وتضعیف اور نقد و جرح میں آپ پر اعتماد فرماتے تھے، ایک مرتبہ ان سے کہا: اے ابوعبداللہ! جب کسی حدیث کی صحت آپ کے نزدیک ثابت ہو جائے تو مجھے بتا دیا کریں، تاکہ میں اس پر عمل کروں۔ آپ کی جلالت قدر اور امامت فن کا تمام معاصر اہل علم نے اعتراف کیا ہے۔

## مقام و مرتبہ:

امام شافعی نے فرمایا: جب میں عراق سے نکلا تو اپنے پیچھے احمد بن حنبل سے بڑھ کر صاحبِ علم وفضل اور عابد و زاہد شخص نہیں چھوڑا۔ محدث اسحاق بن راہویہ فرماتے ہیں: احمد بن حنبل کائنات میں اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان حجت ہیں۔

امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں: احمد بن حنبل میں جو اوصاف تھے، وہ میں نے کسی عالم میں نہیں دیکھے، آپ ایک عظیم محدث، نہایت عابد و زاہد اور اعلیٰ درجے کے عالم و دانا تھے۔ قتیبہ بن سعید نے کہا: اگر امام احمد نہ ہوتے تو لوگ دین میں بدعت جاری کرتے، احمد دنیا کے امام تھے۔[1]

ابراہیم حربی نے کہا کہ میں نے ابوعبداللہ کو دیکھا، وہ اس طرح تھے،



[1] سير أعلام النبلاء: (١١/ ١٧٩)

جیسے اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے اگلے اور پچھلے لوگوں کا علم جمع کر دیا ہے۔[1]

امام احمد بن حنبل نے چالیس سال تحصیل وتکمیل علم میں بسر کرنے کے بعد باقاعدہ مجلس درس قائم کی اور حدیث کا درس دینا شروع کیا، ابتدا ہی سے ان کے درس میں سامعین وطلبہ حدیث کا جم غفیر ہوتا تھا۔

امام ابوعمرو ہلال بن العلاء الباہلی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُمت پر چار آدمیوں کے ذریعے احسان کیا، اگر یہ نہ ہوتے تو اُمت ہلاک ہو جاتی اور اللہ تعالیٰ نے اُمت مسلمہ پر امام احمد بن حنبل کے ذریعے احسان فرمایا، وہ آزمائش اور مار کے وقت صبر وتحمل سے ثابت قدم رہے تو دوسرے لوگ بھی انھیں دیکھ کر ثابت قدم بن گئے اور قرآن کے مخلوق ہونے کا اقرار نہیں کیا۔ اگر وہ نہ ہوتے تو لوگ ہلاک ہو جاتے۔[2]

امام خطیب بغدادی نے کہا کہ امام المحدثین، الناصر للدین، والمناضل عن السنة والصابر فی المحنة۔ آپ محدثین کے امام، دین کی مدد کرنے والے، سنت کا دفاع کرنے والے اور آزمائش میں صبر کرنے والے تھے۔[3]

امام علی بن مدینی نے کہا: "أحمد بن حنبل سیدنا" احمد بن حنبل ہمارے سردار ہیں۔[4]

---

[1] سیر أعلام النبلاء: (۱۱/ ۱۷۷)

[2] الکامل لابن عدی: (۱/ ۱۲۸)

[3] تاریخ بغداد: (٤/ ٤١٢)

[4] تاریخ بغداد: (٤/ ٤١٧)

امام احمد جوانی کی حالت سے ہی امام تھے، امام ابوزرعہ رازی (۲۶۴ھ) نے کہا:

"ما أعلم في أصحابنا أسود الرأس أفقه من أحمد بن حنبل" [1]

''میں اپنے ساتھیوں میں جن کے سر کے بال کالے (یعنی نوجوان) ہیں، احمد بن حنبل سے زیادہ فقیہ کسی کو نہیں جانتا۔''

امام قتیبہ بن سعید نے کہا:

"إذا رأيت الرجل يحب أحمد بن حنبل فاعلم أنه صاحب سنة وجماعة" [2]

''جب آپ کسی آدمی کو دیکھیں کہ وہ احمد بن حنبل سے محبت کرتا ہے تو جان لو کہ وہ سنت اور جماعت کے منہج پر ہے۔''

## فتنہ خلق قرآن:

فرقہ معتزلہ نے خلق قرآن کا مسئلہ شروع کیا اور اس کو بہت بڑا مسئلہ بنا دیا، انھوں نے اپنے ساتھ حکمرانوں کو بھی ملا لیا، اُن کے حامیوں میں مامون، واثق اور معتصم تھے اور ان تینوں نے بہت ظلم و زیادتی سے کام لیا، کتنے ہی علمائے کرام کو شہید کر دیا اور کتنوں کو دردناک سزائیں دیں۔ امام سیوطی رحمہ اللہ نے کہا کہ مامون نے حاکم بغداد کو سات بڑے محدثین کے بارے میں لکھا کہ ان سے مسئلہ خلق قرآن پر بات کریں، لیکن تمام محدثین اپنے موقف پر ڈٹے رہے (کہ قرآن کلام اللہ ہے مخلوق نہیں ہے)، ان محدثین میں سے بشر بن

[1] الجرح والتعديل: (١/ ٢٩٤)

[2] الجرح والتعديل: (١/ ٣٠٨)

ولید اور ابراہیم بن مہدی کو قتل کروا دیا گیا، جبکہ باقی چاروں میں سے دو نے اپنی رائے سے رجوع کر لیا، محمد بن نوح وفات پا گئے اور اس میدان میں امام احمد تن تنہا رہ گئے۔[1]

امام احمد نے اس واقعہ کو خود تفصیل سے بیان کیا ہے، وہ فرماتے ہیں:

''میں جب اس مقام پر پہنچا، جس کا نام باب البستان ہے تو میرے لیے ایک سواری لائی گئی، اور مجھ کو سوار ہونے کا حکم دیا گیا، مجھے اس وقت کوئی سہارا دینے والا نہیں تھا، اور میرے پاؤں میں بوجھل بیڑیاں تھیں، سوار ہونے کی کوشش میں کئی مرتبہ اپنے منہ کے بل گرتے گرتے بچا، آخر کسی نہ کسی طرح سوار ہوا اور معتصم کے محل میں پہنچا، مجھے ایک کوٹھڑی میں داخل کر دیا گیا، اور دروازہ بند کر دیا گیا، آدھی رات کا وقت تھا اور وہاں کوئی چراغ نہیں تھا، میں نے نماز کے لیے مسح کرنا چاہا اور ہاتھ بڑھایا تو پانی کا ایک پیالہ اور طشت رکھا ہوا ملا، میں نے وضو کیا اور نماز پڑھی، اگلے دن معتصم کا قاصد آیا اور مجھے خلیفہ کے دربار میں لے گیا، معتصم بیٹھا ہوا تھا، قاضی القضاۃ ابن ابی داود بھی موجود تھا اور اُن کے ہم خیالوں کی ایک بڑی جمعیت تھی، ابو عبدالرحمٰن الشافعی بھی موجود تھے، اسی وقت دو آدمیوں کی گردنیں بھی اڑائی جا چکی تھیں، میں نے ابو عبدالرحمٰن الشافعی سے کہا کہ تم کو امام شافعی سے مسح کے بارے میں کچھ یاد ہے؟ ابن ابی داود نے کہا کہ اس شخص کو دیکھو کہ



[1] تاریخ الخلفاء: (ص: ۲۴۸۔ ۲۴۹)

اس کی گردن اڑائی جانے والی ہے اور یہ فقہ کی تحقیق کر رہا ہے، معتصم نے کہا کہ اُن کو میرے پاس لاؤ...

تین دن تک علماے سوء نے امام احمد سے مناظرے کیے اور بہت دھمکیاں بھی دیں... امام صاحب فرماتے ہیں کہ تیسرے روز پھر مجھے طلب کیا گیا میں نے دیکھا کہ دربار بھرا ہوا ہے، میں مختلف ڈھیوڑیاں اور مقامات طے کرتا ہوا آگے بڑھا، کچھ لوگ تلواریں لیے کھڑے تھے، کچھ لوگ کوڑے لیے، اگلے دنوں کے بہت سے لوگ آج نہیں تھے، جب میں معتصم کے پاس پہنچا تو اس نے کہا کہ بیٹھ جاؤ، پھر اپنے گمراہ مولویوں سے کہا کہ اُن سے مناظرہ کرو، لوگ مناظرہ کرنے لگے میں ایک کا جواب دیتا، پھر دوسرے کا جواب دیتا، میری آواز سب پر غالب تھی، جب دیر ہوگئی تو مجھے الگ کر دیا اور اُن کے ساتھ علاحدگی میں کچھ بات کہی، پھر اُن کو ہٹا دیا، اور مجھے بلا لیا، پھر کہا: احمد! تم پر اللہ رحم کرے، میری بات مان لو، میں تم کو اپنے ہاتھ سے رہا کروں گا، میں نے پہلا سا جواب دیا، اس پر اس نے برہم ہو کر کہا کہ اُن کو پکڑو اور کھینچو اور ان کے ہاتھ اُکھیڑ دو، معتصم کرسی پر بیٹھ گیا اور جلادوں اور تازیانہ لگانے والوں کو بلایا، جلادوں سے کہا آگے بڑھو۔

ایک آدمی آگے بڑھتا اور مجھے دو کوڑے لگاتا، معتصم کہتا کہ زور سے کوڑے لگاؤ، پھر وہ ہٹ جاتا اور دوسرا آجاتا اور دو کوڑے

لگاتا، انیس کوڑوں کے بعد پھر معتصم میرے پاس آیا اور کہا کہ احمد کیوں اپنی جان کے پیچھے پڑے ہو، بخدا مجھے تمھارا بہت خیال ہے، ایک شخص عجیف مجھے اپنے تلوار کے دستے سے چھیڑتا اور کہتا کہ تم اُن سب پر غالب آنا چاہتے ہو۔ دوسرا کہتا کہ اللہ کے بندے! خلیفہ تمھارے سر پر کھڑا ہے کوئی کہتا کہ امیر المومنین آپ روزے سے ہیں، اور آپ دھوپ میں کھڑے ہوئے ہیں، معتصم پھر مجھ سے بات کرتا، اور میں اس کو وہی جواب دیتا، پھر وہ جلاد کو حکم دیتا کہ پوری قوت سے کوڑے مارو، امام صاحب کہتے ہیں کہ پھر اسی اثناء میں میرے حواس جاتے رہے، جب میں ہوش میں آیا تو دیکھا کہ بیڑیاں کھول دی گئی ہیں، حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا کہ ہم نے تم کو اوندھے منہ گرادیا، تم کو روندا، احمد کہتے ہیں کہ مجھ کو کچھ احساس نہیں ہوا۔"[1]

فتنہ خلق قرآن کی تفصیل درج ذیل کتب میں دیکھی جا سکتی ہے۔

(رسالة الامام احمد بن حنبل الى الخليفة المتوكل في مسالة القرآن، الحيدة والاعتذار في الرد على من قال بخلق القرآن لأبي الحسن عبدالعزيز بن يحيى الكناني المكي، شرح عقيده طحاويه لابن أبي العز الحنفي، كتاب الرد على من يقول القرآن مخلوق لأحمد بن سلمان النجاد أبي بكر، الابانة الكبرىٰ لابن بطة، عقيدة السلفية في كلام رب البرية، و كشف أباطيل المبتدعة



[1] تاريخ الإسلام للذهبي

الردية لعبداللّٰہ بن یوسف الجدیع)

بشر بن حارث نے امام احمد کے بارے کہا: امام احمد کو بھٹی میں ڈالا گیا اور آپ کندن بن کر نکلے۔[1]

امام علی بن مدینی نے کہا کہ دین اسلام میں امام احمد جیسی استقامت کسی نے نہیں دکھائی۔ نیز کہا کہ اللہ تعالیٰ نے دین کے غلبے کا کام دو بندوں سے لیا، تیسرا کوئی ان کا ہمسر نہیں ہے، فتنہ ارتداد پر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اور فتنہ خلقِ قرآن کے موقع پر امام احمد رحمہ اللہ سے۔[2]

بطورِ تنبیہ عرض ہے کہ امین اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ امام احمد مزاجاً معتدل تھے، مگر فتنہ خلق قرآن کی آزمائش میں آپ اور آپ کے ساتھیوں پر جن قاضیوں نے تشدد کیا، وہ عقیدتاً معتزلی اور فروعاً حنفی تھے۔[3]

## امام احمد امام الجرح والتعدیل تھے:

اس پر اہم کتبِ رجال: "بحر الدم فيمن تكلم فيه الإمام أحمد بمدح أو ذم لابن عبد الهادي" اور "موسوعة أقوال الإمام أحمد" بہت بڑی دلیل ہیں۔

## وفات:

آپ ۱۲/ ربیع الاول ۲۴۱ھ کو جمعہ کے دن خالق حقیقی سے جا ملے، اس وقت آپ کی عمر ۷۷ سال تھی۔ آپ کے جنازے پر خلقِ کثیر حاضر ہوئی۔

---

1. تهذيب التهذيب: (١/ ٧٤)
2. تذكرة الحفاظ: (١/ ١٦-١٧)
3. تجلیات صفدر: (٢/ ٦٨)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے جنازے میں آٹھ لاکھ مردوں اور ساٹھ ہزار عورتوں کی شرکت کا اندازہ لگایا ہے۔[1]

امام ابو زرعہ رازی نے کہا کہ خلیفہ متوکل نے حکم دیا کہ امام احمد کی نماز جنازہ پر کھڑے ہونے والے لوگوں کی جگہ کی پیائش کی جائے، وہ جگہ اندازے میں اتنی تھی کہ اس میں بیس لاکھ افراد سما سکتے تھے۔[2]

اسلمی نے کہا ہے کہ میں امام دارقطنی کے ساتھ ابوالفتح القواس کے جنازے پر تھا جب انھوں نے بندوں کو دیکھا تو کہا میں نے ابوصالح بن زیاد کو کہتے ہوئے سنا انھوں نے عبداللہ بن احمد سے سنا اور انھوں نے اپنے والد سے سنا کہ اہل بدعت سے کہو کہ تمہارے اور ہمارے درمیان جنازے کے دن ہیں۔[3]

## تصانیف:

**1** أصول السنة.

اس کتاب میں امام صاحب نے عقیدے کے اہم مسائل تحریر فرمائے ہیں، ساری بحوث اختصار کے ساتھ ہیں۔ یہ کتاب شیخ البانی رحمہ اللہ کی تحقیق سے رسالہ ''مجاہد'' شعبان ۱۴۱۱ھ میں شائع ہوئی۔ اس رسالہ کو عبدوس بن مالک بن عطار نے امام احمد بن حنبل سے روایت کیا ہے۔ اور یہ رسالہ باسند طبقات الحنابلة: (۱/ ۲٤۱، ۲٤٦) میں موجود ہے۔ نیز اس رسالے کو امام لالکائی نے باسند شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة: (۱/ ۱٥٤۔ ۱٦٥) میں بھی نقل کیا ہے۔

---

[1] تهذيب التهذيب: (۱/ ۷٥)

[2] الجرح والتعديل: (۱/ ۲۱۲)

[3] سير أعلام النبلاء: (۱۱/ ۳٥۸)

**2** السنة التي توفي عنها رسول الله ﷺ.

یہ بھی مختصر رسالہ ہے، جس میں عقیدے کے بعض اہم مسائل درج ہیں۔ اس رسالے میں صرف ان عقائد کا بیان ہے، جن پر ساٹھ تابعین، محدثین وفقہا اور ائمہ سلف کا اتفاق رہا۔ یہ رسالہ "طبقات الحنابلہ" (۱/ ۱۳۰۔ ۱۳۱) میں باسند موجود ہے۔ اس رسالے کو امام احمد بن حنبل کے شاگرد حسن بن اسماعیل بن الربعی نے روایت کیا ہے۔ اس میں اکثر وہی مسائل ہیں جو اصول السنۃ میں ہیں۔

**3** صفة المؤمن من أهل السنة والجماعة.

اس رسالہ کو امام صاحب کے شاگرد محمد بن یونس السرخسی نے روایت کیا ہے۔[1] نیز اس رسالہ کو محمد بن حبیب اندرانی نے بھی روایت کیا ہے۔[2]

**4** رسالة الإمام أحمد بن حنبل لمسدد بن مسرهد البصري.

مسدد بن مسرھد بصرہ کے محدث تھے۔ انھوں نے امام احمد کو خط لکھا جس میں انھوں نے قدر، ارجاء، خلقِ قرآن، رفض اور اعتزال کے متعلق سوال کیا۔ اس سوال کا جواب امام احمد رحمہ اللہ نے لکھا، یہ رسالہ امام مسدد کے خط کے جواب پر مشتمل ہے۔ یہ رسالہ "طبقات الحنابلة" (۱/ ۳٤۱۔ ۳٤٥) میں باسند موجود ہے۔

**5** رسالة الإمام أحمد إلىٰ خليفة متوكل بالله.

خلفیہ متوکل باللہ نے بذریعہ خط امام صاحب سے قرآن کے کلام اللہ

[1] طبقات الحنابلة: (۱/ ۳۲۹۔ ۳۳۰)
[2] طبقات الحنابلة: (۱/ ۲۹٤۔ ۲۹٥)

ہونے پر دلائل طلب کیے تھے، اس کے جواب میں آپ رحمہ اللہ نے قرآن و حدیث سے قرآنِ مجید کے کلام اللہ ہونے پر دلائل لکھے اور احادیث کی سندوں کو حذف کر دیا اور وجہ یہ بیان کی کہ یہاں میں نے اس لیے اسناد لکھنی ضروری نہیں سمجھیں، کیوں کہ میں نے حدیث بیان نہ کرنے پر قسم اُٹھائی ہے، اگر ایسا معاملہ نہ ہوتا تو میں ہر بات سند کے ساتھ لکھتا۔ چند صفحات پر مشتمل یہ رسالہ بہت قیمتی ہے۔

6 فضائل الصحابة.

7 الزهد.

8 الورع.

9 العلل و معرفة الرجال.

10 الرد على الزنادقة والجهمية.

11 الأشربة؛ اس کتاب میں امام احمد رحمہ اللہ نشہ آور چیزوں کے متعلق ۲۴۲، احادیث لائے ہیں۔

12 مسائل الإمام أحمد و إسحاق بن راهويه لإسحاق بن منصور المروزي.

13 الأسامي والكنى لأحمد بن حنبلة رواية ابنه صالح.

14 سؤالات ابن هاني لإمام أحمد.

15 رواية المروزي لإمام أحمد.

16 سؤالات أبي داود لإمام أحمد.

17 مسند أحمد.

18 كتاب حديث شعبه.

19 كتاب المنسك الكبير.

20 كتاب المنسك الصغير.

21 كتاب الناسخ والمنسوخ.

ہم ان تمام کتب کے منہج پر تفصیلی بحث کسی اور مقام پر کریں گے۔

إن شاء الله.

بسم الله الرحمن الرحيم

پہلا رسالہ:

# أصول السنة

تالیف

امام المحدثين الناصر للدين والمناضل عن السنة
والصابر في المحنة، إمام أهل السنةوالجماعة

احمد بن حنبل رحمہ اللہ (۲۴۱ھ)

# أصول السنة

قاضی ابوحسین محمد بن ابی لیلیٰ نے کہا: میں نے عبداللہ بن مبارک پر قراءت کی، میں نے اُن سے کہا کہ ہمیں عبدالعزیز الازجی نے خبر دی، ان کو علی بن بشران نے، ان کو عثمان بن السماک نے ان کو حسن بن عبدالوہاب نے بیان کیا، ان کو سلیمان بن محمد المنقری نے، اس نے کہا مجھے عبدوس بن مالک العطار نے بیان کیا، اس نے کہا کہ میں نے ابوعبداللہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سنا، وہ کہہ رہے تھے:

''ہمارے نزدیک سنت (۱) کے اصول یہ ہیں:''

[۱] اس چیز کو لازم پکڑنا، جس پر رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (۲) تھے۔

[۲] اور اُن کی پیروی کرنا۔

(۱) یہاں سنت سے مراد اصول ہیں۔ اصل میں سلف نے یہاں سنت کو عقیدہ اور منہج کے لیے استعمال کیا ہے، جیسے اُن کی کتب سے معلوم ہوتا ہے۔

(۲) صحابی کی سب سے راجح تعریف وہ ہے جو حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے کی ہے کہ جو محمد رسول اللہ ﷺ سے ملے، اُن پر ایمان لائے اور مسلمان ہونے کی حالت میں فوت ہو۔ جو ایک لمبے یا تھوڑے وقت کے لیے اُن کے ساتھ رہے۔ ① امام احمد رحمہ اللہ نے بھی صحابی کی تعریف یہی کی ہے۔ ②

① الإصابة: (۱/ ۴۵)

② دیکھیں اسی رسالے کا (مسئلہ نمبر ۴۳) نیز دیکھیں: تدریب الراوي: (۲/ ۲۰۸۔ ۲۰۹) مقدمه ابن الصلاح: (ص: ۴۲۲) الباعث الحثيث: (ص: ۱۵۱) فتح المغيث: (۳/ ۸۶)

[۳] اور تمام قسم کی بدعات چھوڑ دینا کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔ (۳)

[۴] جھگڑوں کو چھوڑ دینا۔

[۵] خواہش پرستوں کے ساتھ بیٹھنا چھوڑ دینا۔ (۴)

[۶] تکبر اور دین میں ہر قسم کی لڑائی کو چھوڑ دینا۔ (۵)

[۷] اور سنت ہمارے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث ہیں۔

[۸] اور سنت قرآن کی تفسیر کرتی ہے۔

[۹] اور وہ قرآن کی دلیلیں ہیں۔

[۱۰] اور سنت میں قیاس نہیں ہے اور نہ ہی اس کے لیے مثالیں پیش کی جائیں گی۔

---

(۳) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو ترک کر دے، وہ تباہی و ہلاکت کے کنارے پر ہے۔①

(۴) امام شاطبی نے کہا کہ بدعت سے گریز کرنا اہل السنۃ کا ایک اہم اصول ہے اور ان میں سے ہے کہ بدعت سے گریز کریں، ان سے بچنا، لوگوں کو ان کے بارے میں مطلع کرنا اور اہلِ بدعت کا رد کرنا اور یہ صرف علماء کے لیے ہے۔②

(۵) اس کے متعلق سلف کے بہت زیادہ اقوال ہیں۔③

(۶) اس کی دلیل سورۃ الانعام [آیت: ۶۸] ہے۔ نیز امام صابونی نے اس پر عمدہ بحث کی ہے۔④

---

① المناقب: (ص: ۱۸۱)

② الاعتصام: (۱/ ۳۷)

③ تفصیل کے لیے دیکھیں: شرح أصول اعتقاد للالکائي: (۱/ ۳۰۔ ۴۰)

④ عقیدۃ السلف و أصحاب الحدیث (ص: ۳۴)

[۱۱] اور نہ ہی عقل اور خواہشات کے ذریعے اس کا ادراک کیا جا سکتا ہے۔

[۱۲] بے شک وہ تو پیروی کرنا اور خواہش کو چھوڑنا ہے۔

[۱۳] اور سنتِ لازمہ سے ہے کہ جس نے سنت کا ایک حصہ بھی چھوڑا، اس سے سنت کو قبول نہیں کیا جائے گا۔
حالانکہ وہ اس پر ایمان رکھتا ہے وہ صاحبِ سنت نہیں کہلائے گا۔(٦)

[۱۴] اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لانا۔

[۱۵] اور اس میں وارد تمام احادیث کی تصدیق کرنا اور ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔(٧)

[۱۶] تقدیر کے بارے میں کیوں اور کیسے جیسے الفاظ نہیں بولے جائیں گے، بے شک وہ تو تصدیق اور اُس پر ایمان لانا ہے اور جو شخص حدیث کی

---

(٦) امام احمد رحمہ اللہ نے کہا کہ "صاحب الحديث عندنا من يستعمل الحديث" ہمارے نزدیک اہلِ حدیث وہ ہے جو حدیث پر عمل کرتا ہے۔①

(٧) تمام اہلِ علم کا تقدیر کے برحق ہونے پر اتفاق ہے اور تقدیر اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے ساتھ ہے اور کوئی چیز بھی اس کے ارادے اور مشیت کے بغیر واقع نہیں ہوتی۔ سب سے پہلے تقدیر کا انکار معبد جہنی نے کیا، پھر اس کے بعد معتزلہ میں سے کچھ لوگوں نے انکار کیا، جو قدریہ کے نام سے مشہور ہیں۔②

---

① مناقب الإمام أحمد لابن الجوزي: (ص: ٢٠٨)

② تفصیل کے لیے دیکھیں: شرح أصول اعتقاد أهل السنة و الجماعة للألكائي: (٣/ ٥٣٤) الاعتقاد للبيهقي: (ص: ١٣٢)، الشريعة للآجري: (ص: ١٤٩ ـ ١٦٨)، صريح السنة للطبري: (ص: ٣٤) نیز دیکھیں: شرح اصول السنة للحميدي (ص: ٣٣ ـ ٤٠ ط: سلفی ریسرچ انسٹیٹیوٹ، ٢٠١٦ء) اسی موضوع پر امام احمد کے بعض اقوال کے لیے دیکھیں: مناقب الإمام أحمد: (ص: ١٦٩)

تفسیر کو نہیں جانتا اور نہ اس تفسیر تک اس کی عقل کی رسائی ہے، اس کے لیے اس پر صرف اور صرف ایمان لانا ہے اور اس کو تسلیم کرنا ہی کافی ہے، جیسے رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے(۸) اور جو اس طرح کی تقدیر کے بارے میں احادیث ہیں۔

[۱۷] اور تمام احادیث رویت بھی اسی طرح ہیں(۹) اگرچہ وہ کانوں سے بالاتر ہوں اور سننے والا ان سے مانوس نہ ہو۔

[۱۸] پس یقیناً اُن احادیث پر ایمان لانا واجب ہے اور یہ کہ اُن میں سے ایک حرف بھی رد نہ کرے۔

[۱۹] اور نہ ہی ان کے علاوہ دوسری احادیث رد کرے، جو ثقہ راویوں نے بیان کی ہیں اور نہ ہی کسی سے جھگڑا کرے، نہ مناظرہ کرے اور نہ

---

(۸) سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک تم میں سے کسی ایک کی پیدائش کے وقت اسے چالیس دن تک ماں کے پیٹ میں رکھا جاتا ہے۔ پھر چالیس دن بعد نطفہ بن جاتا ہے...الخ۔①

(۹) تمام مومنین کا اپنے رب کو قیامت کے دن اپنے سامنے دیکھنا۔ یہ عقیدہ کتاب و سنت سے ثابت ہے اور اُمت نے اس کو تلقی بالقبول کے ساتھ لیا ہے۔ بعض گمراہ لوگوں نے اس کا انکار کیا ہے، جیسے خوارج اور جہمیہ وغیرہ۔②

---

① مفصل حدیث دیکھیں: صحيح البخاري: (٣٢٠٨) صحيح مسلم: (٢٦٤٣) الشريعة (ص: ١٨٢) شرح أصول الاعتقاد: (١٠٤٠- ١٠٤٢) كتاب الأسماء والصفات: (٢/ ١٢٧- ١٢٨) الاعتقاد: (ص: ١٣) تاريخ بغداد: (٩/ ٦٠) الرد على الجهمية: (ص: ١٢٩) التوحيد لابن منده: (٨٢- ٩٢) شرح السنة للبغوي: (١/ ١٢٨)

② اس پر تفصیلی بحث ہم نے اپنی دو قیمتی کتب: شرح رسالہ نجاتیہ: (ص: ٥٨- ٦٠) اور شرح أصول السنة للحميدي (ص: ٦٦- ٦٨) میں کر دی ہے۔

لڑائی جھگڑا کرنا سیکھے۔ (۱۰)

[۲۰] بے شک تقدیر، رویت، قرآن اور اُن کے علاوہ تمام سنتوں میں کلام کرنا مکروہ ہے۔ اس سے منع کیا گیا ہے۔ (۱۱)

[۲۱] اگر کوئی آدمی سنت میں کلام کرتا ہے تو وہ اہلِ سنت میں سے نہیں ہے۔ یہاں تک کہ وہ لڑائی کو چھوڑ دے اور بات کو تسلیم کر لے اور تمام احادیث پر ایمان لے آئے۔

[۲۲] اور قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام اور غیر مخلوق ہے (۱۲) اور اس بات کو کمزور نہیں کہا جائے گا ......... کوئی اس طرح کہے کہ وہ غیر مخلوق ہے، بے شک اللہ کی کلام اس سے جدا نہیں ہے اور اس سے کوئی چیز مخلوق نہیں ہے۔

---

(۱۰) اہلِ باطل سے مسائل کی تحقیق کی غرض سے بحث کرنا درست ہے، اس پر قرآن و حدیث سے بے شمار دلائل موجود ہیں اور سلف نے اہلِ باطل سے اچھے طریقے سے گفتگو کی ہے۔

(۱۱) سلف نے اُن مسائل میں کلام کرنے کی سخت مذمت کی ہے، جیسا کہ امام شافعی نے کہا کہ میرے نزدیک اہلِ کلام کو لوگوں کے سامنے ڈنڈے مارے جائیں اور لوگوں کو بتایا جائے کہ یہ اُن لوگوں کی سزا ہے، جو کتاب وسنت کو چھوڑ کر علمِ کلام کے پیچھے لگتے ہیں۔ ①

(۱۲) تفصیل کے لیے دیکھیں: التوحيد لابن مندة: (١٣٦) الأسماء والصفات للبيهقي: (١/ ٢٩٩) الشريعة للآجري: (ص: ٧٥) نیز دیکھیں ہماری کتابیں: شرح رساله نجاتيه: (ص: ٤١- ٤٨)، شرح أصول السنة للحميدي: (ص:٥٩- ٦٤) اور "مترجم عقيدة السلف و أصحاب الحديث للصابوني"

---

① شرح عقيدة الطحاوية، (ص: ٧٥) تفصیل کے لیے دیکھیں: امام خلال کی السنة: (ص: ٨٥) امام الهروی کی ذم الكلام اور ابن قدامہ کی البرهان في بيان القرآن۔

[۲۳] اور تو اس مسئلہ میں بدعت ایجاد کرنے والوں سے مناظرہ سے بچ اور اس نے باللفظ وغیرہ کہا۔ (یعنی یہ کہنا بھی درست نہیں)

[۲۴] اور جس شخص نے اس میں توقف کیا پس وہ کہتا ہے کہ مجھے نہیں پتا کہ وہ مخلوق ہے یا غیر مخلوق اور وہ تو کلام اللہ ہے، وہ اس آدمی کی طرح بدعتی ہے، جس نے اس (قرآن) کو مخلوق کہا ہے اور یقیناً وہ تو کلام اللہ ہے اور مخلوق نہیں ہے۔(۱۳)

[۲۵] اور قیامت کے دن رؤیت (باری تعالیٰ) پر ایمان لانا، جیسا کہ نبی کریم ﷺ سے صحیح احادیث میں مروی ہے۔

[۲۶] اور یقیناً اللہ کے نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے اور یہ بات اللہ کے نبی ﷺ سے صحیح منقول ہے۔(۱۴)

---

(۱۳) امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ بات مسلمہ اصول میں سے ہے اور سلف ان لوگوں کو جو اس میں اختلاف کرتے ہیں بری نظر سے دیکھتے ہیں۔①

(۱۴) نبی ﷺ کا اپنے رب تعالیٰ کو دیکھنے میں سلف کا اختلاف ہے سیدہ عائشہ اور سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہما اس کو نہیں مانتے اور سیدنا ابن عباس اس کا اثبات کرتے ہیں۔ راجح بات یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے۔②

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کچھ روایات مطلقاً آئی ہیں اور کچھ مقید تو مطلق کو مقید پر محمول کیا جائے گا اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دل کے ساتھ دیکھا ہے اور اس مسئلے میں راجح بات یہ ہے کہ آپ ﷺ

---

① مجموع الفتاوى: (۲/ ٤٦٩) تفصیل کے لیے دیکھیں: الشريعة: (ص: ٢٥٤ـ ٢٧٥) السنة: (۱/ ۱۸۱) الصفات: (ص: ۱۰۹ـ ۱۱۱)

② مسند أحمد: (٥/ ٢٤٣) سنن الترمذي: (٣٢٣٥) وقال: حسن صحيح

اور اس کو قتادہ بن دعامہ السدوسی[(۱۵)] نے عکرمہ[(۱۶)] سے اور اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور اس کو حکم بن ابان[(۱۷)] نے عکرمہ سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔

---

نے اللہ تعالیٰ کو بیداری کی حالت میں نہیں دیکھا، بلکہ خواب میں دیکھا ہے۔[①]

امام احمد رحمہ اللہ کی طرف یہ بات منسوب ہے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا ہے۔[②] اس کی سند میں احمد بن محمد بن مقسم راوی سخت ضعیف ہے، بلکہ امام ابو القاسم الازہری نے کذاب کہا ہے۔[③]

ایک ضعیف روایت میں ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا جنت میں داخل ہوگا۔[④] اس کی سند میں یوسف بن میمون سخت ضعیف راوی ہے۔ امام بخاری نے اس کو "منکر الحدیث جدا" کہا ہے۔[⑤]

(۱۵) امام قتادہ ثقہ ثبت تھے۔[⑥]

(۱۶) یہ عکرمہ بن عبداللہ ثقہ ثبت ہیں۔[⑦]

(۱۷) حکم بن ابان العدنی ابوعیسیٰ صدوق حافظ ہیں۔[⑧]

---

① تفصیل کے لیے دیکھیں: مسئلہ روية النبي ﷺ لربه ليلة المعراج: (۱/ ۱۸۱) شرح أصول الاعتقاد: (۳/ ۵۱۲) فتح الباري: (۸/ ۶۰۸)

② مناقب الإمام أحمد لابن الجوزي: (ص: ٤٣٤) سير أعلام النبلاء: (۱۱/ ۳٤۷)

③ تاريخ بغداد: (٤/ ٤٢٩)

④ سنن الدارمي: (۲۱۵٦)

⑤ كتاب (الضعفاء: ٤٣٠) تفصیل کے لیے اُستادِ محترم حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کی کتاب توضیح الکلام: (۳/ ٦١ـ ٥٤) کا مطالعہ کریں۔

⑥ التقريب: (۲/ ۱۲۳)

⑦ التقريب: (۲/ ۳۰) الكاشف: (۱/ ۱۸۱)

⑧ التقريب: (۱/ ۱۹۰) الكاشف: (۱/ ۱۸۱)

اور اس کو علی بن زید[(۱۸)] نے یوسف بن مہران[(۱۹)] سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔[(۲۰)]

[۲۷] اور ہمارے نزدیک حدیث اپنے ظاہر پر ہے جیسے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اور اس میں کلام کرنا بدعت ہے، لیکن ہم اس کے ظاہر پر ویسے ہی ایمان لاتے ہیں، جیسے وہ آئی ہے اور نہ ہی اس کے بارے میں کسی سے بحث ومباحثہ کرتے ہیں۔[(۲۱)]

[۲۸] اور قیامت کے دن میزان پر ایمان لانا جیسا کہ آیا ہے: (جسامت

(۱۸) یہ علی بن زید بن جدعان ضعیف راوی ہے۔[①]

(۱۹) یوسف بن مہران البصری "لین الحدیث" ہے۔[②]

(۲۰) **صحيح**. مسند أحمد: (۱/ ۲۸۵۔ ۲۹۰) الشريعة للآجري: (ص: ۴۹۱۔ ۴۹۴) السنة لابن أبي عاصم: (ص: ۴۳۳۔ ۴۴۰) الأسماء والصفات للبيهقي: (۲/ ۱۸۹) التوحيد لابن خزيمة: (ص: ۲۰۰) امام بیہقی نے اس حدیث کو خواب پر محمول کیا ہے۔[③]

(۲۱) امام احمد فرماتے ہیں کہ جس نے یہ کہا کہ قرآن کے ساتھ میرا لفظ مخلوق ہے تو وہ جہمی ہے اور جس نے یہ کہا کہ وہ مخلوق ہے تو یہ شخص بدعتی ہے۔[④]

امام اوزاعی نے صفات کے متعلق آیات اور احادیث کے بارے میں کہا کہ ان کو اسی طرح آگے بیان کرو اور اُن کی کیفیت کا نہ پوچھو۔[⑤]

① التقريب: (۲/ ۳۷) الكاشف: (۲/ ۲۴۸) تهذيب التهذيب: (۷/ ۳۲۲۔ ۳۲۴)

② تقريب التهذيب: (۲/ ۳۸۲، الكاشف: (۳/ ۲۶۳)

③ الأسماء والصفات: (۲/ ۱۹۳)

④ السنة لعبدالله بن أحمد: (۱/ ۱۶۵) مزید تفصیل کے لیے دیکھیں: درء تعارض العقل والنقل لابن تيمية: (۱/ ۲۶۱)

⑤ شرح أصول الاعتقاد: (رقم: ۸۷۵)

کے لحاظ سے موٹے تازے) آدمی کے اعمال کا قیامت کے دن وزن کیا جائے گا اور مچھر کے پر کے برابر بھی وزن نہیں ہوگا۔ (۲۲)

[۲۹] اور بندوں کے تمام اعمال کا وزن کیا جائے گا، جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے اور اس پر ایمان لانا اور اس کی تصدیق کرنا واجب ہے اور ان سے اعراض کرنا ہے، جنھوں نے اس کا انکار کیا ہے اور اس سے جھگڑا کرنا چھوڑنا ہے۔

[۳۰] اور بے شک قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کلام کریں گے اور اس کے اور بندوں کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا۔ (۲۳) اس پر ایمان لانا اور اس کی تصدیق کرنا فرض ہے۔

[۳۱] اور حوض پر ایمان لانا، بے شک قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک ایسا حوض ہوگا، جس پر اُمت کے لوگ وارد ہوں گے، اس کی چوڑائی اور لمبائی ایک ماہ کی مسافت کے مطابق ہوگی اور اس کے آب خورے آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر ہوں گے۔ اس پر کئی سندوں سے صحیح احادیث دلالت کرتی ہیں۔ (۲۴)

---

(۲۲) اس معنی کی حدیث صحیح بخاری: (٤٤٥٢) صحیح مسلم: (۲۷۸۵) میں ہے۔

(۲۳) تفصیل کے لیے رجوع فرمائیں: صحيح البخاري: (۱٤۱۳۔ ۱٤۱۷، ۳٥۳۹، ۷٥۱۲) صحيح مسلم: (۱۰۱٦) مسند أحمد: (٤/ ۲٥٦۔ ۳۷۷) سنن الترمذي: (۲٤۱٥) سنن ابن ماجه: (۱۸٤۳)

(۲۴) ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّآ اَعۡطَيۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ﴾ [الكوثر: ۱] ”ہم نے آپ کو حوضِ کوثر عطا فرمایا ہے۔“

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ”میں تم سے پہلے حوض پر پہنچا ہوا ہوں گا۔“ [1]



[1] صحيح البخاري: (٦٥٨٣) صحيح مسلم: (۲۲۹)

[۳۲] عذابِ قبر پر ایمان لانا(۲۵) بے شک یہ اُمت اپنی قبروں میں آزمائی جائے گی اور اُن سے ایمان، اسلام کے بارے میں سوال کیا جائے گا اور "من ربه؟" اور "من نبیه؟" جیسے سوالات بھی کیے جائیں گے اور منکر نکیر قبروں میں آئیں گے، جس طرح اللہ تعالیٰ نے چاہا اور ارادہ کیا، اس کے ساتھ ایمان لانا اور اس کی تصدیق کرنا ضروری ہے۔

[۳۳] نبی کریم ﷺ کی شفاعت پر ایمان لانا(۲۶) کہ آپ ﷺ قیامت کے

---

اور فرمایا کہ میرے حوض کی مسافت ایک ماہ کے برابر ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور مشک سے زیاہ خوشبودار ہے، آبخورے ستاروں کے برابر ہیں، جو ایک بار نوش کرے گا، اسے (روزِ قیامت) دوبارہ پیاس محسوس نہیں ہوگی۔ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔①

علمائے سلف و خلف نے حوض کے وجود پر اتفاق کیا ہے جبکہ ایک بدعتی گروہ نے اس کا انکار کیا ہے۔②

(۲۵) عذابِ قبر ہمارے ایمان کا مسئلہ ہے، اس پر بے شمار دلائل موجود ہیں۔③ اور امام بیہقی کی "كتاب اثبات عذاب القبر و سوال الملكين" میں اس پر بہت اچھی اور بے مثال بحث موجود ہے۔

(۲۶) نبی کریم ﷺ کی شفاعت کی کئی اقسام ہیں، مثلاً: ① شفاعتِ عظمیٰ، جو نبی کریم ﷺ کا خاصہ ہے۔ ② ان لوگوں کے بارے سفارش کرنا جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہیں۔ ③ جہنم میں داخل کرنے کا حکم ہونے کے بعد کچھ لوگوں کی

---

① صحيح بخاري: (٦٥٨٠) صحيح مسلم: (٢٣٠٣۔ ١٠٣٢، ٢٢٩٢) نیز دیکھیں: شرح العقيدة الطحاوية: (ص: ٢٢٧) فتح الباري: (١١/ ٤٦٨۔ ٤٨٩) البداية والنهاية: (٣/ ٤٣٤)

② تفصیل کے لیے دیکھیں: فتح الباري: (١١/ ٤٦٧) الشريعة: (ص: ٣٥٢) السنة لابن أبي عاصم: (١/ ٣٠٨) نیز دیکھیں: ہماری کتاب "شرح رسالہ نجاتیہ"

③ تفصیل کے لیے دیکھیں: الاعتقاد للبيهقي: (ص: ٢١٩) الشريعة للآجري: (ص: ٣٥٨)

دن ان لوگوں کے بارے میں سفارش کریں گے جو جل کر کوئلہ بن چکے ہوں گے۔ پھر ان کے بارے میں حکم دیا جائے گا اور ان کو جنت کے دروازے پر نہر میں داخل کیا جائے گا اس بارے میں صحیح احادیث موجود ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ چاہے گا وہ کرے گا، اس کے ساتھ ایمان لانا اور اس کی تصدیق کرنا واجب ہے۔

[۳۵] اور اس بات پر ایمان لانا کہ مسیح دجال نکلنے والا ہے، اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا۔ اس کے متعلق احادیث موجود ہیں اور اس بات پر ایمان لانا واجب ہے کہ یہ کام ہو کر رہے گا۔

[۳۶] اور بے شک عیسیٰ علیہ السلام اترنے کے بعد اس کو باب لُدّ پر قتل کریں گے۔(۲۷)

[۳۷] ایمان قول اور عمل کا نام ہے۔ وہ زیادہ اور کم ہوتا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ مومنوں میں سے کامل ترین ایمان والا وہ ہے جس کا

---

سفارش کرنا۔ ④ درجات کو بلند کرنے کے لیے سفارش کرنا۔ ⑤ بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخلے کے لیے سفارش کرنا۔ ⑥ عذاب میں کمی کے لیے سفارش کرنا۔ ⑦ تمام مومنین کے بارے میں سفارش کرنا۔ ⑧ کبیرہ گناہ کرنے والے کے بارے میں سفارش کرنا۔[1]

(۲۷) دیکھیں: صحیح مسلم: (۲۱۳۷) سنن أبي داود: (٤۳۲۱) سنن الترمذي: (۲۲٤۰) سنن ابن ماجه: (۷۵) مسند أحمد: (٤/ ۱۸۱۔ ۱۸۲) الشريعة للآجري: (ص: ۳۸٦) لُدّ جگہ فلسطین میں رملہ کے قریب ہے۔ دیکھیں: الصفات لعبد الغنی: (ص: ۱۱۹) نیز "التصريح بما تواتر من نزول المسيح" اس مسئلہ پر ایک اہم کتاب ہے۔

---

[1] تفصیل کے لیے دیکھیں: تذكرة للقرطبي: (ص: ۳٤٤) لوامع الأنوار: (۲/ ۸٦) شرح العقيدة الطحاوية: (ص: ۱۷٤۔ ۱۷۸، بتحقيق أحمد شاكر)

اخلاق اچھا ہے۔ (۲۸)

[۳۸] جس نے نماز کو چھوڑا اس نے کفر کیا۔ اعمال میں سے کوئی چیز ایسی نہیں ہے کہ جس کو چھوڑنے سے کفر لازم آئے سوائے نماز کے، جس نے نماز کو چھوڑا، وہ کافر ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے قتل کو حلال کیا ہے۔ (۲۹)

[۳۹] اور رسول اللہ ﷺ کے بعد اس اُمت میں سے سب سے بہترین اور افضل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ (۳۰)

---

(۲۸) سنده صحيح. مسند أحمد: (۲/ ۲۵) سنن أبي داود: (٤٦٨٢) سنن الترمذي: (۱۱٦۲) سنن الدارمي: (۲۷۹۲) صحيح ابن حبان: (۱۹۲٦) الصحيحة: (۱/ ٥۱۱) امام احمد کے دیگر اقوال کے لیے دیکھیں: مناقب الإمام أحمد: (ص: ۱۷۳) السنة لعبدالله بن أحمد: (۱/ ۳۰۷) نیز ہم نے اس مسئلے پر تفصیلی بحث اپنی کتب شرح رسالہ نجاتیہ: (ص: ۸۵۔ ۸٦) اور شرح أصول السنة للحميدي: (ص: ٤۱۔ ٤۷) میں کر دی ہے۔

(۲۹) جو شخص سستی کی وجہ سے کسی نماز میں سستی کرتا ہے تو اس کو کافر نہیں کہا جائے اور جو شخص نماز کا کلی طور پر تارک ہے، اس کے کفر میں کوئی شک نہیں۔ تفصیلی بحث "الصلاة و حكم تاركها لابن القيم" (ص: ۹۔ ۱۹) میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۳۰) آپ رضی اللہ عنہ کا مکمل نام: عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ القرشی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ اول ہیں۔ ①
سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ کے دور میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان از روئے مرتبہ درجہ بندی کرتے تھے چنانچہ ہم سب سے افضل ابوبکر پھر عمر پھر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم کو درجہ دیتے تھے۔ ②

---

① تفصیل کے لیے دیکھیں: تهذيب الكمال: (٥/ ۲۸۲۔ ۲۸۳)

② صحيح البخاري: (۳٦٥٥)

ان کے بعد سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔ (۳۱)

پھر سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں۔ (۳۲)

[۴۰] ہم ان تینوں کو مقدم کریں گے جس طرح انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے مقدم کیا ہے اور انھوں نے اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کیا۔

[۴۱] پھر اُن کے بعد اصحابِ شوریٰ کا درجہ ہے، جو پانچ ہیں: علی بن ابی طالب، زبیر، طلحہ، عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم ہیں، یہ تمام خلافت کے قابل تھے اور سب کے سب امام تھے۔

[۴۲] ہم اس مسئلے میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بے شمار صحابہ رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں شمار کرتے تھے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے۔ پھر ہم خاموشی اختیار کرتے تھے۔ (۳۳)

[۴۳] اصحابِ شوریٰ کے بعد مہاجرین میں سے بدر والے۔ پھر انصار میں

---

محمد بن حنفیہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل کون ہے؟ انھوں نے کہا: ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ میں نے کہا: پھر کون؟ فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ۔ ①

(۳۱) آپ امیر المومنین عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب القرشی ہیں۔

(۳۲) آپ امیر المومنین عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس الاموی ہیں۔ ②

(۳۳) صحيح البخاري: (رقم: ٣٦٥٥ـ ٣٦٩٧)

---

① صحيح البخاري: (٣٦٧١) نیز دیکھیں: مسند أحمد: (٨٣٥)

② التقريب: (٢/ ١٢)

سے بدر والے۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ سے ہجرت اور سبقت لے جانے والوں کے اعتبار سے۔ پہلے آنے والا پہلے شمار کیا جائے گا۔ پھر اُن کے بعد افضل لوگ وہ ہیں، جن کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ وہ زمانہ جس میں رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے، ہر وہ شخص جس نے ایک سال آپ کی صحبت اختیار کی یا ایک مہینہ یا ایک دن یا ایک گھنٹہ یا اس نے آپ ﷺ کو دیکھا ہو۔ پس وہ آپ کے صحابہ میں شمار ہوگا۔ (۳۴) اس کے لیے اتنی صحبت ہے، جتنا وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہا ہے اور اس کا آپ ﷺ کے ساتھ سبقت لے جانا اور اس نے آپ ﷺ سے سنا اور آپ کو دیکھا۔

[۴۴] پس اُن میں سے ادنیٰ ترین صحبت والا، ان تمام لوگوں سے افضل ہے، جنھوں نے آپ ﷺ کو نہیں دیکھا، اگرچہ وہ اپنے تمام نیک اعمال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو ملیں۔ (۳۵)

(۳۴) اسی کتاب کے مسئلہ نمبر ا کا حاشیہ ملاحظہ فرمائیں۔

(۳۵) محاسن صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق امام احمد کے مزید اقوال کے لیے دیکھیں: السنة لعبد الله بن أحمد: (١/ ٢٣٤) حافظ ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ تمام صحابہ عادل، ثقہ، ثبت اور انتہائی پسندیدہ ہیں، تمام علماءِ اہلِ حدیث اس بات پر متفق ہیں۔[1]

اور امام قرطبی نے کہا کہ صحابہ کرام سب سے عادل ہیں، اللہ تعالیٰ کے اولیا و اصفیا ہیں، انبیا و رسل کے بعد تمام مخلوق میں سب سے افضل ہیں۔ یہی اہل سنت کا مذہب ہے اور اس امت کے ائمہ کا قول بھی یہی ہے۔ ایک چھوٹی سی (گمراہ) جماعت کا خیال ہے کہ صحابہ کا حال بھی عام انسانوں کی طرح ہے، حقیقت یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو



[1] التمهيد: (٢٢/ ٤٧)

[۴۵] اور یہ وہ لوگ تھے جو نبی کریم ﷺ کے صحابہ بنے اور انھوں نے آپ ﷺ کو دیکھا اور آپ ﷺ سے سنا۔

[۴۶] اور جس انسان نے آپ ﷺ کو اپنی آنکھوں کے ساتھ دیکھا اور آپ ﷺ پر ایمان لایا ہے، چاہے ایک لحہ کے لیے ہی آپ ﷺ کو دیکھا ہو، وہ تمام تابعین سے افضل ہے۔ اگر چہ اُن کے تمام اعمال ہی اچھے کیوں نہ ہوں۔

[۴۷] مومنوں کے امیر اور امام کی اطاعت کرنا(۳۶) اور اس کی بات کو سننا واجب ہے، چاہے وہ نیک ہو یا گناہ گار۔ اور لوگوں نے اس پر اتفاق کیا ہو اور وہ اس سے راضی ہو گئے ہوں۔(۳۷)

---

اپنی عدالت کی چھان بین کی ضرورت ہے۔①

(۳۶) امام ابن ابی العز نے کہا کہ خلیفہ کے خلاف خروج کرنے کو ہم جائز نہیں سمجھتے اگر چہ وہ ظلم ہی کیوں نہ کرتے ہوں، نہ اُن کے خلاف بددعا کرتے ہیں اور نہ ہی ان کی اطاعت سے منہ پھیرتے ہیں اور ان کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت سمجھتے ہیں، جب تک وہ گناہ کا حکم نہ دیں اور ہم ان کی اصلاح کی دعا کرتے ہیں۔②

(۳۷) اس کی دلیل وہ حدیث ہے، جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک مسلمان پر اپنے حاکم کی ہر معاملہ میں اطاعت کرنا واجب ہے خواہ وہ پسندیدہ ہو یا ناپسندیدہ۔ جب تک اس کا حکم معصیت پر مشتمل نہ ہو اور اگر اس کا حکم معصیت پر مشتمل ہو تو پھر کوئی سمع و اطاعت نہیں ہے۔③

---

① تفسیر القرطبي: (۱۶/ ۲۹۹) عشرہ مبشرہ کے متعلق امام احمد کے دیگر اقوال کے لیے دیکھیں: مناقب الإمام أحمد: (ص: ۱۷۰)

② شرح العقيدة الطحاوية: (ص: ۳۲۷) نیز دیکھیں: ہماری کتاب شرح أصول السنة للحميدي: (ص: ۷۳-۷۵)

③ صحيح البخاري: (۷۱٤۲) صحيح مسلم: (۱۸۳۹)

[۴۸] اور جو شخص ان پر تلوار کے ساتھ غلبہ پا لیتا ہے یہاں تک کہ وہ زبردستی خلیفہ بن بیٹھتا ہے اس کا نام امیر المومنین رکھا جائے گا۔(۳۸)

[۴۹] اور امراء کے ساتھ چاہے وہ نیک ہوں یا بد۔ غزوات قیامت تک جاری رہیں گے اس کو چھوڑا نہیں جائے گا۔ مالِ فئی کو تقسیم کرنا اور ائمہ کا حدود کو نافذ کرنا ہمیشہ جاری رہے گا۔ کسی کے لیے بھی یہ جائز نہیں ہے کہ وہ ان پر طعن و تشنیع کرے اور اُن سے جھگڑا مول لے اور ان کی طرف صدقات کو لوٹانا جائز ہے۔

[۵۰] اور جس شخص نے اپنے صدقات خلیفہ کی طرف لوٹا دیے وہ نیک ہو یا گناہ گار اس کا فریضہ ادا ہو گیا ہے۔

[۵۱] امیر اور اس کے مقرر کردہ والی کے پیچھے نماز جمعہ ادا کرنا جائز ہے اور وہ پوری دو رکعت ہیں اور جو شخص یہ نماز دہرائے گا وہ بدعتی اور سنت کی مخالفت کرنے والا ہے۔ جب وہ امراء اور خلیفہ کے پیچھے نماز کو جائز نہ سمجھتا ہو۔ چاہے وہ نیک ہوں یا بد ہوں اس کے لیے جمعہ کی فضیلت میں سے کچھ بھی نہیں ہے۔(۳۹)

---

اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اطاعت معروف میں ہے (یعنی نیکی کے کاموں میں)۔[1]

(۳۸) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص بزور طاقت حقیقی اقتدار پر غلبہ حاصل کر لے تو فتنہ کی آگ بجھانے کے لیے اس کی اطاعت واجب ہو جائے گی بشرط یہ کہ وہ کسی نافرمانی کا حکم نہ دے۔[2]

(۳۹) امام ابن ابی العز نے کہا کہ جس انسان نے گناہ گار امام کے پیچھے جمعہ یا جماعت کو چھوڑ دیا، وہ اکثر علما کے نزدیک بدعتی ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ وہ اس کے پیچھے

---

① صحيح البخاري: (٧١٤٥) صحيح مسلم: (١٨٤٠)

② فتح الباري: (١٣/ ١٢٢)

[۵۲] سنت یہ ہے کہ آدمی ان کے ساتھ جمعہ کی دو رکعت نماز ادا کرے، جس نے ان کو دُہرایا وہ بدعتی ہے اور یہ عقیدہ رکھے کہ وہ مکمل ہیں اور اس کے دل میں کسی قسم کا شک نہ ہو۔

[۵۳] اور جس نے مسلمانوں کے خلفاء میں سے کسی ایک خلیفہ کے خلاف خروج کیا، حالانکہ لوگوں نے اس پر اتفاق کر لیا تھا اور اس کی خلافت کا اقرار کر لیا تھا، وہ چاہے رضا مندگی یا پھر غلبے کے ساتھ خلیفہ بنا ہو۔ بے شک ایسا شخص مشکل میں پڑ گیا ہے، اس نے مسلمانوں کی نافرمانی کی اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث کی مخالفت کی ہے، اگر یہ اسی حالت میں فوت ہوا تو یقیناً وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔(۴۰)

---

نماز ادا کرے اور اس کو دوبارہ مت پڑھے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم فاسق خلفاء کے پیچھے نمازیں ادا کرتے تھے اور اُن کو دوبارہ نہیں پڑھتے تھے۔ جیسے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حجاج بن یوسف کے پیچھے نمازیں پڑھتے تھے۔[1]

بدعت کی دو قسمیں ہیں: بدعتِ مفسقہ اور بدعتِ مکفرہ۔ بدعتِ مفسقہ سے مراد جس میں عقیدہ کی خرابی نہیں، بلکہ انسان کا ایک عمل بدعت پر مشتمل ہے اور بدعتِ مکفرہ وہ ہوتی ہے، جو انسان کو دائرۂ اسلام سے خارج کر دے۔

(۴۰) امام نووی لکھتے ہیں کہ یہ قول امیر کی اطاعت کے واجب ہونے پر دلیل ہے، جو کسی اتفاق کے بغیر قہراً و جبراً اقتدار پر قابض ہو جائے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ، رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث (جو اپنے امیر کی کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے تو اس پر صبر کرے، کیوں کہ جو جماعت سے ایک بالشت علاحدہ ہوا، پھر اس حال میں مر جائے تو اس کی موت جاہلیت کی ہوگی) کے تحت لکھتے ہیں کہ ابن بطال فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ بادشاہ خواہ ظالم ہی کیوں نہ ہو اس

[1] شرح العقيدة الطحاوية: (ص: ۳۲۳)

[۵۴] سلطان کو قتل کرنا جائز نہیں ہے اور نہ ہی اس کے خلاف مسلمانوں میں سے کسی کا خروج جائز ہے، جو خروج کرے گا، وہ بدعتی ہے اور سنت و سیدھے راستے کے خلاف چلنے والا ہے۔

[۵۵] چوروں اور خوارج سے لڑائی کرنا جائز ہے، جب وہ کسی انسان کے نفس اور اس کے مال کے درپے ہوں۔ اس انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے نفس اور مال کو بچانے کی خاطر اس سے لڑائی کرے اور جس قدر طاقت رکھتا ہو، ان دونوں چیزوں کا دفاع کرے۔

[۵۶] اور اس کے لیے یہ جائز نہیں کہ جب اس کو چھوڑ کر چلے جائیں یا اس سے جدا ہو جائیں تو اُن کا پیچھا کرے۔ اور نہ ہی مسلمانوں میں سے کسی کے لیے جائز ہے کہ وہ ان کو تلاش کرے۔ سوائے خلیفہ اور اس

---

کے خلاف خروج کرنا جائز نہیں ہے۔ فقہاء کا اس بات پر اجماع ہے کہ زبر دستی اقتدار پر غلبہ حاصل کرنے والے حاکم کی اطاعت اور اس کے ساتھ مل کر دشمن سے جہاد کرنا واجب ہے، اس کی اطاعت کرنا اس پر بغاوت کرنے سے بہتر ہے، کیوں کہ بغاوت میں لوگوں کی قتل و غارت کا زیادہ امکان ہوتا ہے، اس کی دلیل حدیث مذکور اور دیگر بہت سی احادیث ہیں فقہاء نے صرف ایک ہی استثنائی صورت ذکر کی ہے اور وہ یہ کہ بادشاہ سے کسی طرح کفر کا ارتکاب ثابت ہو جائے، ایسی صورت میں اس کی اطاعت جائز نہیں ہوگی، بلکہ اگر قدرت ہو تو اس کے خلاف جہاد واجب ہو جائے گا، جیسا کہ حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔[1]

**فائدہ:** خلیفہ سے مراد کیا ہے؟ اس کے متعلق امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہو جائے، ہر آدمی کہے کہ یہ امام (خلیفہ) ہے۔[2]

---

① فتح الباري: (۷/ ۱۳)

② سوالات ابن هاني: (۲۰۱۱)

کے ولاۃ (نگرانوں) کے۔ اس انسان کے لیے اتنا ہی ہے کہ وہ موقع پر جتنا اپنا دفاع کر سکتا ہے کرے اور اپنے اس دفاع کی حالت میں کسی کو قتل کرنے کا ارادہ نہ رکھے۔

[۵۷] اگر وہ اس معرکے میں اپنے نفس کا دفاع کرتا ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ مقتول کو اس سے دور کرے گا۔ اور اگر یہ بذات خود دفاع کرتے کرتے قتل ہوگیا تو اس کے لیے شہادت کی اُمید کرتا ہوں، جس طرح حدیث میں وارد ہوا ہے۔(۴۱)

[۵۸] اور تمام احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اس شخص کو اس سے لڑائی کرنے کا حکم ہے نہ کہ اس کو قتل کرنے کا اور نہ اس کا پیچھا کرنے کا۔ اور اگر یہ پچھاڑ دیا جائے تو اس کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اس کے خلاف اس کے جانے کے بعد دوبارہ تیاری کر کے حملہ کرے۔

[۵۹] پھر کوئی اور شخص اس چور کو پکڑ لے اور وہ قیدی بن جائے تو اب اس کو ملنا یا قتل کرنا جائز نہیں ہے، اور نہ ہی خود اس پر حد لاگو کرے گا، بلکہ اس کے معاملے کو حکمران تک پہنچائے پس وہ فیصلہ کریں گے۔

[۶۰] اور نہ ہم قبلہ والوں میں سے کسی ایک کے جنت میں لے جانے والے عمل کو دیکھ کر اس کے جنتی یا (جہنم میں لے جانے والے عمل کو دیکھ کر اس کے) جہنمی ہونے کی گواہی دیں گے(۴۲) ہم نیک کے لیے امید

---

(۴۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہوگیا وہ شہید ہے۔''①

(۴۲) اس قاعدے سے وہ لوگ مستثنیٰ ہیں، جن کے متعلق گواہی قرآن و حدیث میں

① صحيح. سنن أبي داود: (٤٧٧٢)

رکھتے ہیں اور اس پر ڈرتے بھی ہیں اور اسی طرح گناہ گار پر ڈرتے ہیں اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید بھی رکھتے ہیں۔

[٦١] جو شخص اللہ تعالیٰ کو ایسے گناہ کی حالت میں ملے جس کے بدلے اس کے لیے جہنم واجب ہو، وہ اپنے اس گناہ سے توبہ کرنے والا ہے اور اصرار نہیں کرنے والا تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے توبہ قبول کرتا ہے اور گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔(٤٣)

[٦٢] جو اللہ تعالیٰ کو اس حالت میں ملا کہ اس کو اس کے گناہ کے بدلے دنیا میں ہی حد لگا دی گئی، تو یہ حد اس کے لیے کفارہ ہے۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث آئی ہے۔(٤٤)

---

موجود ہے، مثلاً: تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں قرآن و حدیث میں بے شمار دلائل ہیں کہ وہ جنتی ہیں، ہم اُن کے جنتی ہونے کی گواہی دیتے ہیں، اسی طرح ابو لہب، ابوجہل وغیرہما کے جہنمی ہونے کے متعلق قرآن وحدیث میں دلائل موجود ہیں، اس لیے ہم بھی ان کے جہنمی ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔

(٤٣) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ﴾ [الشوریٰ: ٢٥]

”اور وہ تو وہ ذات ہے جو اپنے بندوں کی توبہ کو قبول کرتا ہے اور ان کی برائیوں کو معاف کرتا ہے۔“

(٤٤) آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص گناہ کرتا ہے اور اس پر حد قائم کر دی گئی تو یہ اس کے لیے کفارہ ہے۔①

① حسن. مسند أحمد: (٥/ ٢١٤)

[٦٣] اور جو بغیر توبہ کے اور اپنے گناہ پر اصرار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو ملا تو گناہ کے بدلے سزا کا مستحق ہے۔ اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ اگر وہ چاہے تو اس کو عذاب دے گا اور چاہے تو اس کو معاف کر دے۔

[٦٤] اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو کافر ہونے کی حالت میں ملا، اللہ تعالیٰ اس کو عذاب دے گا اور اس کو معاف نہیں کرے گا۔

[٦٥] وہ شخص جس نے زنا کیا، اگر وہ شادی شدہ ہے، جب وہ اعتراف کر لے یا اس کے خلاف دلیل قائم ہو جائے تو اس کو رجم کرنا حق ہے اور واجب ہے اور یقیناً رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے بھی رجم کیا ہے۔

[٦٦] اور جس شخص نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک کے بارے میں کوئی نقص نکالا (٤٥) یا پھر کسی واقعہ کی وجہ سے اس سے بغض رکھا یا کسی

---

(٤٥) لیکن افسوس ان بعض الناس پر جنھوں نے صحابہ کو بھی معاف نہ کیا اور ان میں بھی کیڑے نکالے، مثلاً آلوسی اپنی تفسیر "روح المعاني" الحجرات [آیت: ٥] کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ثابت ہوا کہ صحابہ میں بعض اعتبار کے لائق نہیں تھے۔" اور کہا: "اور اس میں ان لوگوں کی تردید ہے جو کہتے ہیں کہ تمام صحابہ عادل ہیں۔"[1]

ایک لکھتا ہے کہ مسائل حکمرانی و قضاء سے پہلے بدعت کرنے والے معاویہ تھے۔[2]

حضرت علی مجتہد نہ تھے۔[3]

"دون الفقه كأنس و أبي هريرة" (انس اور ابو ہریرہ فقیہ نہیں تھے)۔[4]

"فيهم عدول و غير عدول" ان میں کچھ عادل تھے اور کچھ عادل نہیں تھے۔[5] اللہ

---

① روح المعاني: (٢٦/ ١٣٣)

② توضيح على هامش التلويح: (٤/ ٨)

③ حاشيه شرح وقايه، چلپي: (ص: ٢٣٢)

④ نور الأنوار مطبوع ديوبند: (ص: ١٤٥)

⑤ تلويح: (٢/ ٦)

صحابی کی کسی برائی کا ذکر کیا تو وہ بدعتی تصور ہوگا۔ یہاں تک کہ وہ ان تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے رحمت کی دعا کرنے لگے اور ان کا دل ان کے بارے پاک صاف ہو جائے۔

[٦٧] نفاق کفر ہے[٤٦] یہ کہ انسان اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرے اور غیر کی عبادت کرے اور ظاہری طور پر ان منافقین کی طرح اسلام کو ظاہر کرے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: «ثلاث من کن فیه فهو منافق»[٤٧] جس میں تین خصلتیں ہوں وہ منافق ہے۔ یہ حدیث ڈانٹ پر محمول ہے، ہم اس کو اسی طرح روایت کرتے ہیں جیسے مروی ہے۔ ہم اس کی تفسیر بھی نہیں کرتے۔

[٦٨] اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

«لا ترجعوا بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض»[٤٨]

''تم میرے بعد کفر کی طرف نہ لوٹ جانا کہ تمھارا بعض بعض کو قتل

---

ہمیں ایسی زبان اور بدعقیدگی سے محفوظ رکھے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ باتیں باطل و مردود ہیں اور صحابہ سے صریح دشمنی ہے۔

(٤٦) حافظ ابن کثیر نے کہا ہے کہ نفاق کے معنی خیر ظاہر کرنے اور شر چھپانے کے ہیں اور اس کی کئی قسمیں ہیں۔ ① اعتقادی نفاق۔ اس کا مرتکب ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ ② عملی نفاق۔ یہ کبیرہ گناہوں میں سے ایک ہے۔ امام ابن جریج فرماتے ہیں کہ منافق کے گفتار و کردار، ظاہر و باطن، مدخل و مخرج اور حاضر و غائب میں تضاد ہوتا ہے۔[1]

(٤٧) صحیح البخاري: (٣٣) صحیح مسلم: (٥٩)

(٤٨) صحیح البخاري: (١٢١) صحیح مسلم: (٦٥)

---

① تفسیر ابن کثیر: (١/ ٤٨) تفسیر ابن جریر: (١/ ٢٦٨، ٢٧٢)

کرنے لگے۔"

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

«إذا التقي المسلمان بسیفهما فالقاتل والمقتول في النار»(۴۹)

"جب دو مسلمان اپنی تلواروں کے ساتھ ایک دوسرے کو ملیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہیں۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«سباب المسلم فسوق و قتاله كفر»(۵۰)

"مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑائی کرنا کفر ہے۔"

ایک اور حدیث میں ہے کہ جس شخص نے اپنے بھائی سے کہا: اے کافر! پس ان دونوں میں سے ایک اس کلمے کے ساتھ لوٹے گا۔(۵۱)

ان جیسی دیگر احادیث جو صحیح اور محفوظ ہیں۔(۵۲)

[۲۹] ہم ان کو تسلیم کرتے ہیں اگر چہ ہم ان کی تفسیر کو نہیں جانتے، ہم ان

(۴۹) صحیح البخاري: (٦٨٧٥) صحیح مسلم: (٢٨٨٨)

(۵۰) صحیح البخاري: (٤٨) صحیح مسلم: (٦٤)

(۵۱) صحیح البخاري: (٦١٠٤) صحیح مسلم: (١١١)

(۵۲) امام نووی اس حدیث کے متعلق رقم طراز ہیں کہ یہ خوارج کے بارے میں وعید ہے، کیوں کہ وہ ایمان والوں کو کافر کہتے ہیں۔①

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تکفیر کرنے والے کی تکفیر خود اسی پر لوٹے گی، وہ ایسے ہوگا، جیسے اس نے خود اپنے اوپر کفر کا الزام لگایا ہے۔②

اللہ تعالیٰ ہمیں خوارج اور جاہلیت سے بچائے۔ آمین.

① شرح صحیح مسلم: (٢/ ٥٠)

② فتح الباري: (١٠/ ٤٦٦)

میں کلام نہیں کرتے اور نہ ان میں جھگڑا کرتے ہیں اور نہ ہی ان احادیث کی تفسیر بیان کرتے ہیں، مگر اسی کے ساتھ جو وارد ہوئی ہو، ہم ان کا اس وقت تک رد نہیں کریں گے جب ان سے عمدہ احادیث (ان کے مخالف) نہ آئیں۔

[۷۰] جنت اور جہنم دونوں مخلوق ہیں۔ تحقیق ان کو پیدا کیا جا چکا ہے (۵۳) جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے جنت میں ایک محل دیکھا۔''① ''اور میں نے کوثر کو دیکھا۔''② اور اسی طرح آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مجھے جہنم میں عورتوں کی اکثریت دکھائی گئی۔''③ اور (کئی ایک احادیث میں آتا ہے، جن میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) میں نے جنت دیکھی اس میں فلاں فلاں چیز دیکھی۔

[۷۱] اور جس شخص نے گمان کیا کہ جنت اور جہنم پیدا نہیں کی گئیں، پس وہ قرآن اور نبی کریم ﷺ کی احادیث (۵۴) اور تمام قسم کے آثار کو جھٹلانے

---

(۵۳) امام الآجری نے کہا کہ قرآن اس کا شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت اور جہنم کو (جن وانس) پیدا کرنے سے پہلے پیدا کیا ہے اور جنت کے لیے کئی لوگ بنائے ہیں اور ایسے ہی جہنم کے لیے کئی لوگ پیدا کیے ہیں۔④

(۵۴) ان احادیث کے لیے دیکھیں۔ سنن الترمذي: (۲٦۰۲) سنن النسائي: (۳۷۷) مسند أحمد: (۱/ ۲۳٤) الشريعة: (ص: ۳٤۰)

---

① صحيح البخاري: (۳٦۷۰) سنن النسائي: (۲۳۔ ۲۵) مسند أحمد: (۳/ ۳۷۲)

② **سنده صحيح**. مسند أحمد: (۳/ ۱۱۵، ۱٦٤، ۲٦۳) سنن النسائي: (۷۲٦) سنن الترمذي: (۳۳۵۹) الشريعة للآجري: (ص: ۳۹٦)

③ صحيح البخاري: (۳۲٤۱) صحيح مسلم: (۲۷۳۷)

④ الشريعة: (ص: ۳۸۷)

والا ہے اور میرے گمان میں وہ جنت اور جہنم پر ایمان نہیں رکھتا۔

[۷۲] اور قبلہ والوں میں سے جو موحد فوت ہو جائے اس کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی اس کے لیے بخشش کی دعا کی جائے گی اور اس سے استغفار روکا نہیں جائے گا۔

[۷۳] اور اس کے گناہ کی وجہ سے جو اس نے کیا ہے، اس کی نماز جنازہ کو ترک نہیں کریں گے، چاہے وہ گناہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو، اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔(۵۵)

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ رسالہ اختتام کو پہنچا۔



(۵۴) تفصیل کے لیے دیکھیں: شرح أصول الاعتقاد: (١ / ١٦٤)

دوسرا رسالہ:

السنة التي توفي عنها رسول الله ﷺ

# وہ سنت جس پر رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی

تالیف

إمام المحدثين الناصر للدين والمناضل عن السنة
والصابر في المحنة، إمام أهل السنةوالجماعة

احمد بن حنبل رحمہ اللہ (۲۴۱ھ)

# وہ سنت جس پر رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی

ابوحسین محمد بن ابی یعلی نے کہا: ہمیں مبارک نے خبر دی، اس نے کہا: ہمیں عبدالعزیز الازجی نے خبر دی، اُن سے ابوبکر المفید نے بیان کیا، ان کو حسن بن اسماعیل الربعی نے بیان کیا اور کہتے ہیں کہ مجھ کو امام احمد بن حنبل اہل السنہ کے امام، آزمائشوں میں صبر کرنے والے نے بتایا:

''تابعین میں سے ۹۰ لوگوں اور مسلمانوں کے ائمہ اور علمائے سلف اور فقہائے عظام نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ وہ سنت (عقیدہ ومنہج) جس پر رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی۔[1]

[۱] ان میں سے پہلی سنت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے سے راضی ہونا، اس کے امر کو تسلیم کرنا، اس کے حکم پر صبر کرنا، جس چیز کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، اس کو من وعن لینا اور جس سے منع کیا ہے اس سے رُک جانا۔

[۲] اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لانا۔[2]

---

(۱) یہ رسالہ طبقات الحنابلة: (۱/ ۱۳۰۔ ۱۳۱) الحسن بن اسماعیل ابن الربعی کے ترجمہ میں موجود ہے۔

(۲) اس کی دلیل صحیح مسلم: (۸) میں حدیث جبریل ہے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جبریل امین علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ ایمان کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ ایمان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کا اس

[۳] ریاکاری اور لڑائی جھگڑے کو دین میں چھوڑ دینا۔

[۴] موزوں پر مسح کرنا۔ (۳)

[۵] اچھے اور برے خلیفہ کے ساتھ مل کر جہاد کرنا۔

[۶] مسلمانوں میں سے جو انسان فوت ہو جائے اس کی نماز جنازہ ادا کرنا۔ (۴)

[۷] ایمان قول اور عمل کا نام ہے اور اس میں اضافہ اور کمی ہوتی رہتی ہے۔ (۵)

---

کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور یومِ آخرت اور تقدیر پر ایمان لائے، چاہے وہ بھلی ہو یا بری۔ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا۔ ①

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کی تخلیق سے پچاس ہزار سال قبل مخلوق کی تقدیر مقرر فرما دی تھی۔ ②

(۳) امام احمد سے پوچھا گیا کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو موزوں پر مسح نہیں کرتے، تو انھوں نے فرمایا کہ وہ خوارج ہیں حد سے تجاوز کرنے والے لوگوں میں سے۔ ③ خوارج کی طرح رافضی بھی موزوں پر مسح نہیں کرتے!

(۴) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں ایک یہ ہے کہ جب کوئی فوت ہو اس کی نماز جنازہ ادا کرنا۔ ④

(۵) یہ اہل السنہ کا مسلمہ عقیدہ ہے اس پر اہل السنہ کا اتفاق ہے کہ ایمان قول و عمل ہے، جو نیکی کے کاموں سے بڑھتا ہے اور گناہ کرنے سے کم ہوتا ہے۔ اس پر قرآن و حدیث سے بہت زیادہ دلائل موجود ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا

---

① نیز دیکھیں: حدیث أبي هريرة رضی اللہ عنہ صحیح البخاري: (٥٠) صحیح مسلم: (٥، ٩)

② صحیح مسلم: (٢٦٥٣) نیز دیکھیں: لمعة الاعتقاد: (رقم: ٤٨۔ ٤٣)

③ شرح أصول السنة: (ص: ٧۔ ٨)

④ صحیح مسلم: (٢١٦٢) مسند أحمد: (٨٣٧٨)

فَأَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّ هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ﴾ [التوبة: ١٢٤]

''اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو بعض منافقین کہتے ہیں کہ اس سورت نے تم میں سے کس کے ایمان کو زیادہ کیا ہے، سو جو لوگ ایماندار ہیں، اس سورت نے ان کے ایمان کو زیادہ کیا ہے اور خوش ہو رہے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ﴾ [الفتح: ٤]

''وہی ہے جس نے مسلمانوں کے دلوں میں سکون ڈال دیا اور اپنے ایمان کے ساتھ اور بھی ایمان میں بڑھ جائیں۔''

نیز دیکھیں: آل عمران [آیت: ١٧٣] الانفال [آیت: ٢] الکہف [آیت: ١٠٧]

اور احادیث میں بھی کثرت سے دلائل ملتے ہیں، مثلاً: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ایمان کی ستر سے کچھ زائد شاخیں ہیں سب سے اعلیٰ شاخ لا الٰہ الا اللہ کی شہادت دینا ہے اور سب سے ادنیٰ راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ہے۔''[1]

اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جہنم سے ہر ایسا شخص نکل جائے گا جس نے دنیا میں لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کیا اور اس کے دل میں گندم کے دانے کے برابر یا رائی کے دانے کے برابر یا ذرہ کے برابر بھی ایمان ہوگا۔''[2]

اور امام بخاری فرماتے ہیں کہ مختلف علاقوں کے ایک ہزار سے زیادہ علماء سے میری ملاقات ہوئی، ان سب کا یہ عقیدہ تھا کہ ایمان قول و (عمل) کا نام ہے اور وہ بڑھتا ہے اور کم ہوتا ہے اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں تھا۔ (امام لالکائی تک صحیح سند سے یہ ثابت ہے۔

① صحيح مسلم: (٣٥) صحيح البخاري: (٩) مختصرا.

② صحيح البخاري: (٤٤) صحيح مسلم: (١٩٣)

③ فتح الباري: (١/ ٤٠٧) نیز دیکھیں: مجموع الفتاوى: (٧/ ١٧٠ـ ١٧١)

[۸] قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، جو نبی کریم ﷺ کے دل پر نازل کیا گیا، غیر مخلوق ہے جہاں سے بھی تو تلاوت کرے۔ (٦)

امام ابو طاہر ابراہیم بن احمد بن یوسف القرشی (۴۸٦ھ) کہتے ہیں کہ ایمان قول وعمل اور نیت ہے، جو اطاعت سے زیادہ ہوتا اور گناہوں سے کم ہوتا ہے۔①

(٦) امام حمیدی نے کہا کہ قرآن اللہ کا کلام ہے، میں نے سفیان سے سنا ہے انھوں نے کہا کہ قرآن اللہ کا کلام ہے تو جو شخص قرآن کو مخلوق کہتا ہے، وہ بدعتی ہے۔ اس لیے کہ یہ قول پہلے کسی نے نہ تو کہا اور نہ ہم نے کسی سے سنا ہے۔②

قرآن اپنے حروف، الفاظ اور معانی کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اللہ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا، قرآن جو کلام اللہ ہے اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، یہ بھی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ درج ذیل آیات میں قرآنِ مجید کا اللہ تعالیٰ کا کلام ہونا ثابت ہوتا ہے؛ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا﴾ [النساء: ١٦٤]

''اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے صاف طور پر کلام کیا۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ اِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ﴾ [التوبة: ٦]

''اگر مشرکوں میں سے کوئی آپ سے پناہ طلب کرے تو اسے پناہ دے دینا، یہاں تک کہ وہ کلام اللہ سن لے، پھر آپ اسے اس کی جائے امن تک پہنچا دینا۔''

ہم نے تفصیل کے ساتھ اپنی کتاب شرح رسالہ نجاتیہ: (ص: ٤١۔ ٤٨)، شرح أصول السنة للحميدي: (ص: ٥٩۔ ٦٤) میں اس مسئلے پر بحث لکھ دی ہے۔ اس کا مطالعہ فائدہ سے خالی نہیں۔

① فصل في بيان اعتقاد أهل الإيمان من كتاب الهداية والإرشاد: (ص: ٣٧۔ ٣٨)

② أصول السنة للحميدي (رقم: ٦) الحلية لأبي نعيم: (٧/ ٢٩٦)

[۹] سلطان (حکمران) کے جھنڈے تلے صبر کا مظاہرہ کرنا وہ انصاف کرنے والا ہو یا ظلم و تشدد کرنے والا ہو۔

[۱۰] ہم امراء کے خلاف تلوار کے ساتھ خروج نہ کریں، چاہے وہ ظلم ہی کرتے ہوں۔(۷)

---

(۷) موجودہ دور میں خارجیوں کا سب سے بڑا فتنہ داعش کی شکل میں نمودار ہوا ہے، جس کی سفاکیت سے پوری دنیا متاثر ہو رہی ہے، اس موقع پر ہم الشیخ محمد رفیق طاہر ﷾ کا مضمون (سلفیت اور خارجیت) پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں، تاکہ موجودہ خارجیوں کا حقیقی چہرہ اُمت کے سامنے آسکے۔

''خارجیت کا فتنہ جب سے نمودار ہوا ہے اس وقت سے اب تک یہ مسلسل نت نئے فتنوں کو جنم دیتا چلا جا رہا ہے۔ داعشیوں نے بھی باقی فتنوں کی طرح سلفیت کو بدنام کرنے کی بھرپور کوشش کی اور اپنی خونخواری پر سلفیت کا لیبل لگا لیا، تاکہ صحیح العقیدہ سادہ لوح مسلمان ان کے بہکاوے میں آسکیں۔ دوسری طرف سلفیت کے دشمنوں نے اس موقع کو غنیمت جانا اور پہلے بھرپور طریقے سے داعش کو سلفی قرار دیا اور پھر ان کی سفاکیت و خارجیت کو بنیاد بنا کر سلفیت کو سفاک، خون خوار اور خارجی کہہ کر بدنام کرنا شروع کر دیا۔ ایسی چال چلنے والوں میں عالم کفر سرفہرست ہے اور دوسرے نمبر پر قبر پرست اور صوفیوں کا طبقہ ہے اور تیسرے نمبر پر ان دونوں سے متاثر ہونے والے لوگ ہیں۔ آیندہ سطور میں ہم سلفیت اور داعشیت کے مابین چند فرق بیان کریں گے، تاکہ خارجیت و داعشیت اور سلفیت کے مابین فرق واضح ہو سکے۔

سلفی یا اہل الحدیث، حکمرانوں کو کافر قرار نہیں دیتے، خواہ وہ کتنے ہی ظالم و فاسق ہوں، اور وہ اس وقت تک ان کے خلاف خروج کو جائز نہیں سمجھتے،

[۱۱] ہم توحید والوں میں سے کسی ایک کو کافر قرار نہ دیں، اگر چہ وہ کبیرہ گناہ ہی کیوں نہ کرتے ہوں۔

---

جب تک ان میں واضح کفر نہ دیکھ لیں کہ جس کے بارے میں اللہ کی طرف سے واضح دلیل موجود ہو۔[1] اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ وہ ان کے ہر کام کو درست قرار دیتے ہیں، بلکہ ان کے افعال و اقوال کو شریعت کے میزان میں تولتے ہیں اور حق کو حق اور باطل کو باطل قرار دیتے ہیں اور غلط کاموں پر حکام کو تنبیہ و نصیحت کرتے ہیں۔ جب کہ داعشی و خارجی لوگ حکام کو کافر و مرتد قرار دیتے ہیں اور انھیں کفار اصلی یعنی عیسائیوں، یہودیوں اور ہندوؤں وغیرہ سے بڑا کافر قرار دیتے ہیں!!

سلفی یا اہل الحدیث حکمرانوں کی اطاعت کو واجب سمجھتے ہیں۔[2] اور وہ اپنے حکام کی اطاعت کرتے ہیں، جب تک انھیں معصیت کا حکم نہ دیا جائے، اگر حاکم وقت شریعت کی خلاف ورزی کا حکم دے تو اس کی بات نہیں مانتے۔[3] جبکہ داعشی و خارجی انھیں سرے سے اپنا حکمران ماننے کے لیے تیار ہی نہیں ہوتے، اور نہ ہی ان کی اطاعت کو اپنے لیے ضروری سمجھتے ہیں، بلکہ وہ تو حکمرانوں کو طاغوت سمجھتے اور ان کے خلاف خروج کو واجب قرار دیتے ہیں۔

سلفی تو حکمرانوں کے قتل کو جائز قرار نہیں دیتے، کیوں کہ وہ انھیں مسلمان سمجھتے ہیں۔[4] جبکہ داعشی، حکمرانوں کو قتل کرنا اپنے لیے جائز اور ان کا مال لوٹنا اپنے لیے حلال سمجھتے ہیں۔

سلفی ذہنیت کے حامل لوگ حکومت پولیس، فوج وغیرہ اور پُرامن رہنے

---

① صحيح البخاري: (٧٠٦٥)

② صحيح البخاري: (٧٠٦٥)

③ صحيح البخاري: (٧٢٥٧)

④ صحيح البخاري: (٢٥) صحيح مسلم: (١٨٥٥)

والے شہریوں کا کشت و خون کرنا حرام سمجھتے ہیں۔[1] جبکہ داعشی و خارجی فکر کے حامل افراد ان کا قتل عام کرتے اور انھیں کافر و مرتد قرار دے کر ان کے خون سے اپنے ہاتھ رنگتے ہیں۔

سلفی یہ سمجھتے ہیں کہ موجود مسلمان ممالک دار الاسلام ہیں اور اُن میں خون خرابہ کرنا جائز نہیں، بلکہ ظلم و ستم سہنے کے باوجود حکام کی اطاعت کرنا واجب ہے۔[2] جبکہ داعشی و خارجی آڈیالوجی کے مطابق یہ تمام تر ممالک دار الکفر ہیں۔

اسی بنا پر سلفی ان علاقوں میں ہونے والے قتل و قتال کو فساد اور دہشت گردی سے تعبیر کرتے ہیں اور اسے شرعی جہاد نہیں مانتے۔[3] جبکہ داعشی و خارجی اس قتل و غارت گری کو عین جہاد قرار دیتے ہیں اور اسے عین ثواب سمجھ کر سر انجام دیتے ہیں۔

سلفی و اہل الحدیث حکمرانوں کے لیے دعائے خیر کرتے ہیں اور اللہ سے ان کی ہدایت اور نیک کاموں کے لیے توفیق کی دعا مانگتے ہیں۔[4]

جبکہ داعش و خوارج اُن حکام کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے، لہٰذا وہ ان کے لیے دعا نہیں کرتے بلکہ بددعا کرتے ہیں۔ ان کے خلاف قنوتِ نازلہ کا باقاعدہ اہتمام کیا جاتا ہے اور حکمرانوں کو بددعائیں دی جاتی ہیں۔

سلفی یعنی اہل الحدیث حکومت کے خلاف خروج، حکومتوں کا تختہ اُلٹنا اور اقتدار کی رسہ کشی میں شریک ہونا درست نہیں سمجھتے۔ سو وہ حکومت مخالف انقلابات وغیرہ میں حصہ نہیں لیتے۔[5]

---

1. صحيح البخاري: (٢٥)
2. صحيح مسلم: (١٨٤٧)
3. صحيح مسلم: (١٨٥٢)
4. صحيح مسلم: (٥٥)
5. صحيح مسلم: (١٨٥٥، ١٨٤٧)

[۱۲] صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین جھگڑوں سے زبانوں کو بند رکھنا۔

[۱۳] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے سب سے افضل سیدنا

---

بلکہ وہ تو مسلم حکمرانوں کو نصیحت کر کے، دعوت دے کر، اور ان کے لیے اللہ سے دعا کر کے خیر و بھلائی کی توقع رکھتے ہیں۔[1]

کیونکہ انھیں اقتدار کی کوئی چاہت نہیں ہوتی، جبکہ داعشی یعنی خارجی نقطہ نظر کے حاملین مظاہروں، ہڑتالوں، انقلابوں اور حتی کہ قتل و غارت کے ذریعہ حکومت حاصل کرنا اپنا شرعی فریضہ سمجھتے ہیں، جیسے بھی ممکن ہو سکے اقتدار کا حصول مقصد اولین ہے۔ جبکہ سلفیوں کے پر امن طریقہ کار کو وہ ارجا کا نام دیتے ہیں اور انھیں سرکاری مُلاں، حکومت کے زرخرید غلام، طاغوت کے پٹھو اور اس جیسے دیگر القابات سے نوازتے ہیں۔

سلفیوں کا ایمان ہے کہ جہاد قیامت تک کے لیے جاری رہے گا، لیکن یہ اس وقت کیا جائے گا، جب اس کی شرائط پوری ہوں، موانع ختم ہو جائیں اور اس کی ضرورت محسوس کی جائے۔

''جہاد کی ضرورت دنیا بھر میں دعوت الی اللہ کے راستے کھولنے کے لیے۔''

مسلمانوں پر حملہ آور کافروں کو پیچھے دھکیلنے کے لیے۔[البقرة: ۱۹۰]

مسلمانوں پر ہونے والے ظلم وستم کے خاتمہ کے لیے۔[الأنفال: ۷۲]

مسلم اراضی کفار سے چھڑانے کے لیے۔[البقرة: ۱۹۱]

کفار سے جزیہ وصول کرنے کے لیے۔[التوبة: ۲۹]

مسلمان مقتولوں کا کافروں سے بدلہ لینے کے لیے۔[البقرة: ۱۷۸]

کفار کو عہد شکنی کے سزا دینے کے لیے۔[التوبة: ۱۲]

شعائر اسلام کی توہین کی وجہ سے۔[التوبة: ۱۲]

---

[1] صحيح مسلم: (٥٥)

ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے تھے۔

[۱۴] تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، اُن کی اولادوں، اُن کی بیویوں، اُن کے سسرال اور اُن کے رشتہ داروں پر رحم کی دعا کرنا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام سے راضی ہو۔

پس ان سنتوں کو اگر تم لازم پکڑو گے تو سلامت رہو گے۔ ان کو مضبوطی سے پکڑنا ہدایت ہے اور انہیں چھوڑنا گمراہی ہے۔

تیسرا رسالہ:

# صفة المؤمن من أهل السنة والجماعة

## اہل السنّت والجماعت کے نزدیک مومن کی صفات

تالیف

امام المحدثين الناصر للدين والمناضل عن السنة

والصابر في المحنة، إمام أهل السنةوالجماعة

احمد بن حنبل رحمہ اللہ (۲۴۱ھ)

# اہل السنّت والجماعت کے نزدیک مومن کی صفات

محمد بن حبیب اندرانی نے کہا: میں نے احمد بن حنبل سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ اہلِ سنت کے نزدیک مومن کی صفات درج ذیل ہیں۔ (۱)

[۱] جو گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں اور بے شک محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ (۲)

[۲] وہ انبیاء اور رسولوں کی تمام باتوں کا اقرار کرے جو وہ لے کر آئے ہیں اور دل سے ان چیزوں پر مضبوطی سے ایمان رکھے جو ظاہر کرے۔

[۳] وہ کسی کے ایمان میں شک نہ کرے اور نہ ہی توحید والوں میں سے کسی

(۱) یہ رسالہ طبقات الحنابلۃ: (۱/ ۲۹٤۔ ۲۹۵) میں اندرانی کے ترجمہ کے تحت مذکور ہے اور یہی رسالہ ایک دوسری سند کے ساتھ محمد بن یونس السرخسی کے ترجمے میں بھی موجود ہے۔①

(۲) ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ [آل عمران: ۱۸]

”اللہ تعالیٰ فرشتے اور عدل کے ساتھ دنیا کو قائم رکھنے والے اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس غالب اور حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔“



① طبقات الحنابلة: (۱/ ۳۲۹۔ ۳۳۰)

کو کسی گناہ کی وجہ سے کافر کہے، جو اللہ تعالیٰ کے امور میں سے اس سے غائب ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کی سپرد کرے اور کسی کے بارے میں باوجود گناہوں کے اللہ کے ہاں معصوم ہونے کا دعویٰ نہیں کرے۔ (۳)

[۴] اس بات کا علم رکھے کہ تمام چیزیں خیر اور شر اللہ تعالیٰ کے فیصلے اور قدرت کے ساتھ ہیں۔ (۴)

---

(۳) کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں ہونا چاہیے کہ جس سے گناہ سرزد ہو وہ اللہ کے ہاں معصوم نہیں ہوتا (لوگ اس کو ہزار معصوم بنا لیں)

امام شوکانی کہتے ہیں کہ کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی کی تکفیر کرے اور اسلام سے خارج قرار دے، مگر اس کے پاس ایسی دلیل ہو جو سورج کی روشنی سے بھی زیادہ قوی ہو۔ ①

(۴) اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ﴾ [الحديد: ٢٢]

''نہ کوئی مصیبت دنیا میں آتی ہے نہ (خاص) تمھاری جانوں میں، مگر اس سے پہلے کہ ہم اس کو پیدا کریں وہ ایک خاص کتاب میں لکھی ہوئی ہے۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ وَ نَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ﴾ [التوبة: ٥٢]

''کہہ دیجیے کہ تم ہمارے بارے میں جس چیز کا انتظار کر رہے ہو وہ دو بھلائیوں میں سے ایک ہے، اور ہم تمھارے حق میں اس کا انتظار کرتے ہیں کہ یا تو اللہ تمھیں اپنے پاس سے کوئی سزا دے یا ہمارے ہاتھوں سے، پس



① السيل الجرار: (١/ ٩٧٨)

[۵] اُمتِ محمد ﷺ میں سے نیک آدمی کے لیے امید کے قائل ہیں اور برے پر ڈرتے ہیں۔

[٦] اور وہ اُمتِ محمد ﷺ میں سے کسی کو اس کے اچھے عمل کی وجہ سے جنتی یا کسی برے عمل کی وجہ سے جہنمی نہیں کہتا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو جہاں چاہے وہاں (جنت یا جہنم میں) جگہ دے۔

[۷] اور وہ سلف کے حق کو پہچانے وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم ﷺ کی صحبت کے لیے چنا اور ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم کو تمام صحابہ سے مقدم کرے اور علی بن ابی طالب، طلحہ، زبیر، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہم کے حق کو پہچانے باقی تمام صحابہ پر (یعنی ان کو باقی پر مقدم کرے) بے شک یہ وہ نو جلیل القدر صحابہ ہیں، جو نبی کریم ﷺ کے ساتھ جبلِ حراء پر تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے حراء! تو ٹھہر جا تجھ پر نبی، صدیق اور شہید ہیں(۵) اور

---

ایک طرف تم منتظر رہو، دوسری جانب تمھارے ساتھ ہم بھی منتظر ہیں۔"

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾ [آل عمران: ۱۷۳]

"وہ لوگ کہ جب ان سے لوگوں نے کہا کہ کافروں نے تمھارے مقابلے میں لشکر جمع کر لیے ہیں، تم ان سے خوف کھاؤ تو اس بات نے انھیں ایمان میں اور بڑھا دیا اور کہنے لگے ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔"

(۵) سنن أبي داود: (٤٦٤٨) سنن الترمذي: (٣٧٥٧) اس کی سند صحیح لغیرہ ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیں: الصحيحة للألباني: (٢/ ٥٥٨_ ٥٦٢)

نبی اکرم ﷺ اُن کے دسویں تھے۔

[۸] اور محمد رسول اللہ ﷺ تمام صحابہ کرام ان کے چھوٹے اور بڑے کے لیے رحمت کی دعا کرے، ان کے فضائل بیان کرے اور ان کے مابین جو اختلافات ہوئے ان سے رک جائے۔

[۹] عیدین کی نمازیں، نماز خوف، جمعہ اور تمام قسم کی نمازیں خلیفہ نیک ہو یا بد کے ساتھ باجماعت ادا کرنے کا قائل ہو۔(٦)

[۱۰] سفر و حضر میں موزوں پر مسح کرے۔

[۱۱] سفر میں نماز قصر کرے۔(٧)

---

(٦) جیسے امام طحاوی نے کہا کہ ہم اس بات کے قائل ہیں کہ نماز ہر فاسق و فاجر کے پیچھے پڑھنا جائز ہے اور ان پر جنازہ بھی پڑھا جائے گا۔①

اسی طرح صحیح بخاری میں ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حجاج بن یوسف کے پیچھے نماز پڑھی۔②

امت کا اجماع ہے کہ حجاج بہت جابر و ظالم حکمران اور قاتل صحابہ رضی اللہ عنہم تھا۔③

(٧) سفر میں نماز قصر کرنے پر بے شمار دلائل ہیں مثلا: صحیح البخاري: (١٠٣٩)

سفر کی مسافت کی تحدید نہیں کی جا سکتی بلکہ جسے عرف عام میں سفر کہا جاتا ہے، اس میں نماز قصر کی جائے گی اور اس میں سفر کے دیگر احکام لاگو ہوں گے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ دلیل تو اسی کے ساتھ ہے، جو سفر میں نماز قصر اور روزہ چھوڑنا مشروع قرار دیتا ہے، اور کسی بھی سفر کو مختص نہیں کرتا، اور صحیح بھی یہی قول ہے۔④

---

① عقيدة طحاوية: (١٩٦)

② صحيح البخاري: (٢/ ٢٠٧)

③ مجموع الفتاوى لابن تيمية: (١٢/ ١٦١)

④ مجموع الفتاوىٰ لابن تيمية: (٢٤ / ١٠٦)

[۱۲] قرآن کو اللہ تعالیٰ کا کلام اور اس کی طرف سے نازل شدہ اور غیر مخلوق کہے۔ (۸)

[۱۳] ایمان اقرار اور عمل کا نام ہے، ایمان میں اضافہ اور کمی بھی ہوتی ہے۔

[۱۴] جہاد جاری رہے گا، جب سے اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کو مبعوث کیا ہے، تب سے لے کر آخری جماعت تک جو دجال سے لڑائی کرے گا، ان کو کسی ظالم کا ظلم نقصان نہیں دے گا۔ (۹)

---

(۸) اللہ تعالیٰ کے کلام کے چند قواعد:

﴿وَ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا﴾ [النساء: ۱۲۲]

''اللہ تعالیٰ بولتا ہے، جب چاہے جیسے چاہے۔''

﴿وَ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا﴾ [النساء: ۸۷]

''اللہ کے کلام میں حق کے سوا کچھ نہیں۔''

''اللہ جسے چاہے اپنا کلام سنا دے اور اس کا کلام آواز کے ساتھ ہے۔''

[المائدة: ۱۱٦]

ہم نے اللہ تعالیٰ کی صفت کلام پر تفصیلی بحث اپنی کتب ''شرح رسالہ نجاتیہ'' اور ''شرح أصول السنة للحميدي'' میں کر دی ہے۔ والحمدللہ علی ذلك۔ ①

(۹) دیکھیں: صحيح البخاري (٢٦٩٧) صحيح مسلم (١٨٧٣)

**سوال** اس حدیث کی صحیح فقہ و مفہوم کیا ہے:

«لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ عَلَى مَنْ نَاوَاهُمْ حَتَّى يُقَاتِلَ آخِرُهُمُ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ» ②

''میری امت کا ایک گروہ راہ حق میں قتال کرتا رہے گا اور ان سے الگ

---

① نیز دیکھیں: علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ کی کتاب شرح عقيدة الواسطية: (١/ ٤١٨۔ ٤٢٦)

② صحيح. سنن أبي داود: (٢٤٨٤)

ہونے والوں پر غالب رہے گا، یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ مسیح دجال کے خلاف قتال کرے گا۔"

امام محمد ناصرالدین البانی رحمہ اللہ اس سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا یہ مفہوم نہیں کہ طائفہ منصورہ (اللہ تعالیٰ کا مدد یافتہ گروہ) براہِ راست مادی جہاد میں ہر آن اور ہر پل مگن رہے گا۔ کیونکہ یہ اس طویل زمانے سے متعلق ہے، جو آپ ﷺ کی اس صحیح حدیث کے بعد گزرے گا۔ بلکہ اس سے مراد ہے کہ اس طائفہ منصورہ کے خلاف باطل پرستوں کا قتال کبھی نہیں تھمے گا، تو اس طور پر وہ اپنے معاملے میں مغلوب کیے جاتے رہیں گے اور اپنے دشمنوں سے قتال کی استطاعت نہیں رکھیں گے، لیکن یہ استمرار اس بات کے منافی نہیں کہ اس میں کسی زمانے میں انقطاع بھی پایا جائے۔ یہ بالکل اس حدیث کی طرح ہے، جس کا ابھی ابھی مجھے خیال آیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا وُضِعَ السَّيْفُ فِي أُمَّتِي لَمْ يُرْفَعْ عَنْهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ»[1]

"جب میری امت میں تلوار رکھ دی جائے گی تو وہ ان سے تاقیامِ قیامت نہ اٹھائی جائے گی)۔"

اس کا یہ معنی ہرگز نہیں کہ وہ تلوار بالاستمرار یا مسلسل چلتی ہی رہے گی، جیسے قصائی گوشت رکھ کر اسے پانچ یا پندرہ منٹ میں قیمہ کر دیتا ہے، بلکہ اس کا معنی ہے: "لا ینقطع" کبھی انقطاع نہیں ہوگا اور وہ فتنے کے دور میں بھی چلتا رہے گا۔ اس لفظ کو اس فتنے اور اُن کے آپس کے قتال سے کنایۃً استعمال کیا ہے۔ اس کا یہ معنی نہیں کہ وہ کسی بھی سبب سے منقطع نہیں ہوگا، بلکہ اس امت کا معاملہ تو ایسا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث میں بیان ہوا:



[1] صحیح ترمذی: (٢٢٠٢)

[۱۵] خرید و فروخت قیامت تک حلال ہے کتاب وسنت کے فیصلہ پر۔(۱۰)

«أُمَّتِي كَالْمَطَرِ لا يُدْرَى الخَيْرُ فِي أَوَّلِهِ أَمْ فِي آخِرِهِ»[1]

''میری امت تو بارش کی مانند ہے کہ جس کا اندازہ نہیں ہوتا کہ اس کی خیر اس کے پہلے حصے میں ہے یا آخری میں۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اپنے شواہد کے اعتبار سے صحت کے درجے کو پہنچ جاتی ہے۔[2] اور یہی بات شیخ البانی بھی فرماتے ہیں۔[3]

خلاصہ جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں جو قتال مذکور ہے، اگر اس کی تفسیر مادی قتال سے کی جائے تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ وہ اپنی زندگی کے ہر لحظہ بس قتال ہی کیے جائیں گے، بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ کافروں کا ان کے خلاف قتال یا لڑنا تا قیام قیامت جاری رہے گا، یعنی اس میں استمرار پایا جائے گا اور یہ اس کے خلاف نہیں کہ ایک قتال سے دوسرے قتال کے مابین کچھ انقطاع بھی ہو۔ لیکن اگر قتال سے مراد قتال معنوی لیا جائے جو کہ اتمام حجت و دلیل (دعوتی جہاد) ہوتا ہے۔ تو یہ الحمدللہ ہر لحظہ و ہر آن تا قیام قیامت جاری و ساری ہے۔[4]

(۱۰) قرآن وحدیث میں بے شمار دلائل ہیں جن سے تجارت کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا﴾ [البقرة: ۲۷۵]

''اللہ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔''

اور یہ حکم قیامت تک کے لیے ہے۔

① صحيح الترمذي: (۲۸٦۹) مسند الشهاب: (۱۳٤۹) مسند أحمد: (۱۱۹۱۸) المعجم الأوسط: (۳۳٦۰) سلسلة الصحيحة: (۲۲۸٦)

② فتح الباري: (٦/ ۷)

③ صلاة التراويح: (ص: ۹۵)

④ کیسٹ ''الرؤيا في المنام'' (خوابوں کا بیان) ماخوذ از۔ اردو مجلس فورم۔

## رزق حلال کے فوائد اور رزق حرام کے نقصانات:

آج بہت کم لوگ ہیں، جو رزق حلال کی تلاش میں رہتے ہیں ورنہ اکثر لوگ رزق حرام کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں، حالانکہ جب رزق حلال ہوگا تو

1. عبادات قبول ہوں گی۔
2. اللہ تعالیٰ کی رحمت اور خیر وبرکت شاملِ حال ہوگی۔
3. اولاد فرماں بردار ہوگی۔
4. تھوڑے میں برکت ہوگی۔
5. جسم کے اعضاء قرآن و حدیث کے مطابق ہوں گے۔
6. اسلامی معاشرہ قائم ہوگا۔
7. ظلم وستم ختم ہوگا۔

اگر کوئی رزق حرام کھائے گا تو:

1. عبادات قبول نہیں ہوں گی۔
2. اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہوگا۔
3. شیطان کا آلہ کار بن جائے گا۔
4. جب ناپاک مال سے ناپاک جسم اور خون بنے گا تو وہ شیطان کے حکم کی تعمیل کرے گا۔
5. اولاد اور بیوی نافرمان نکلے گی۔
6. دنیا اور آخرت عذاب بن جائے گی۔
7. دنیا میں ذلت ملے گی اور آخرت میں ٹھکانہ جہنم ہوگا۔

## رزق حرام کی پہچان کے اصول:

قرآن و حدیث نے رزق حرام کے اصول بیان کیے ہیں، شریعت نے کچھ تجارتوں سے منع کیا ہے اور کسی چیز کا منع ہونا اس کے حرام ہونے پر دلالت کرتا ہے اور حرام

چیز کی تجارت کرنا اللہ تعالیٰ سے اعلانِ بغاوت ہے۔

1. ایک مسلمان کی بیع پر بیع کرنا، یعنی اس کے سودے پر سودہ کرنا۔
2. بیع نجش: گاہک کو دھوکہ دینے کے لیے بڑھ چڑھ کر بولی لگانا۔
3. حرام اور ناپاک چیزوں کی تجارت۔ مثلاً: شراب، افیون، ہیروئن، ،سگریٹ، حقہ، پان، سود وغیرہ۔
4. دھوکے کی تجارت۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا اناج کے ایک ڈھیر کے قریب سے گزر ہوا۔ آپ ﷺ نے اس میں اپنا ہاتھ داخل کیا تو آپ کی انگلیوں نے نمی محسوس کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اناج کے مالک! یہ کیا ماجرا ہے؟ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اس پر بارش ہوگئی تھی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تو نے اس (نمی زدہ حصے) کو اناج کے اوپر کیوں نہ ڈال دیا، تاکہ (خریدار) لوگ اسے دیکھ لیتے، جس نے دھوکا دیا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔[1]

5. غیر موجود چیز کی تجارت۔
6. قرض کے ساتھ قرض کی تجارت۔
7. بیع العینہ: ایک آدمی ایک چیز مقرر قیمت پر ایک مقرر وقت تک کے لیے فروخت کرے پھر جب مقرر میعاد مکمل ہو جائے اور رقم ادا نہ کر سکے تو خریدنے والے سے وہی چیز کم قیمت پر خرید لے اور خریدنے والے کو خواہ مخواہ نقصان اٹھانا پڑے۔
8. تجارتی قافلوں کو منڈی میں آنے سے پہلے ہی جا ملنا اور ان کو منڈی کے اصل ریٹ سے دھوکے میں رکھتے ہوئے ان سے سامان خریدنا۔
9. دودھ روکے ہوئے جانور کی تجارت۔
10. بیع المخاضرہ: پھلوں اور اناج پکنے سے پہلے ہی کھیت میں فروخت کر دینا۔



[1] صحیح مسلم: (۱۰۲)

(11) مووی میکر اور فوٹو سٹوڈیو کا کام۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بلاشبہ تصویریں بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب ہوگا، انھیں کہا جائے گا جو کچھ تم نے (اپنے خیال کے مطابق) پیدا کیا تھا اسے زندہ کرو۔''[1]

اس سے ہر وہ تصویر مراد ہے، جس پر تصویر کا اطلاق ہوتا ہے، خواہ وہ ہاتھ سے بنے، کیمرے سے یا کسی اور ذریعے سے، جاندار کی تصویریں بنانا حرام ہے خواہ وہ تصویر کاغذ دیوار یا کپڑے وغیرہ پر بنائی جائے افسوس کہ تصویر ایک فتنہ کی شکل اختیار کر گئی، شوقیہ تصویریں، فحاشی پر مبنی، خوشی کے مواقع پر تو اسلام کی حدود سے بہت ہی تجاوز کیا جاتا ہے۔ صرف ایک صورت استثنا ہے اور وہ ہے اضطراری، جہاں تصویر کے بغیر گزارہ نہ ہو، مثلاً: پاسپورٹ، شناختی کارڈ وغیرہ کے لیے اور اس مجبوری کی بھی عام اجازت نہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَ مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ﴾ [البقرة: ١٧٣]

''تم پر مردار اور (بہا ہوا) خون اور سور کا گوشت اور ہر وہ چیز جس پر اللہ کے سوا دوسروں کا نام پکارہ گیا ہو حرام ہے پھر جو مجبور ہو جائے اور حد سے بڑھنے والا اور زیادتی کرنے والا نہ ہو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔''

مجبوری کی حالت میں تصویر بنوانی جائز ہے لیکن حد سے تجاوز نہیں کرنی چاہیے بلکہ ناپسند جانتے ہوئے بطورِ مجبوری کرنا چاہیے۔

## حرام اشیاء کی دیگر اقسام:

گانوں کے میموری کارڈ بھر کر دینا رزق حرام کمانا ہے۔

ریڈیو، کیبل اور ٹیلی ویژن پر گانے اور فلمیں چلا کر رزق اکٹھا کرنے والے حرام



[1] صحيح البخاري: (٢١٥١)

روزی کما رہے ہیں۔

بولی کی کمیٹی: بولی کی کمیٹی میں واضح سود اور قمار موجود ہے، اس لیے حرام اور ناجائز ہے۔

بینک، ٹائنز، انشورنس، بیمہ پالیسی، لکی کمیٹیاں، قسمت پڑی، حرام کاروبار پر مشتمل ہیں، ان سے ہر صورت میں بچیں۔

پگڑی کی رقم لینا ناجائز ہے، لیکن اگر مالکِ دکان پہلے لی ہوئی رقم کی ماہانہ کرایہ میں کٹوتی کرتا رہتا ہے تب جائز ہے۔ نیز یہ بھی یاد رکھیں کہ کرایہ دار اس دکان کو آگے پگڑی لے کر بھی نہیں دے سکتا۔[1]

جس نے اپنے مال سے زکوۃ ادا نہ کی تو اس کا سارا مال حرام بن جائے گا۔

ایک کاروبار کی آمدنی سے زکوۃ یا عشر دے دیا، لیکن اپنے دوسرے کاروبار سے زکوۃ یا عشر نہ دیا تو اس کا تمام مال حرام بن جائے گا۔

ڈیوٹی میں کوتاہی کرنے والا ملازم یا چوری کا مرتکب اپنے رزق کو حرام بنا لیتا ہے۔

ملازمت اختیار کرتے وقت رشوت دے کر نوکری لگنے والا ساری زندگی حرام کھاتا ہے اور اپنی اولاد کو بھی حرام ہی کھلاتا ہے۔

جعلی سند پر ملازم بننے والا بھی ساری عمر رزق حرام کھاتا ہے۔

امتحان میں نقل لگا کر زیادہ نمبر حاصل کرنا واضح چوری اور حرام کام ہے، انھیں نمبروں پر اچھی سند ملے گی اسی پر اچھے سکیل والی ملازمت ملے گی جس سے ساری زندگی رزق حرام اکٹھا ہو گا۔

بعض سکول و کالجز کے مالک رشوت دے کر اپنے بچوں کے امتحان میں اچھے نمبر لگوا لیتے ہیں، تب اس کے بڑے بڑے اشتہار شائع کرتے ہیں، ان جھوٹے نمبروں کی وجہ سے جو بھی طالب علم سکول میں داخل ہوں گے اور وہ جو فیس دیں گے تو یہ سارا مال رزق حرام ہے۔

حرام چیز کی خرید و فروخت بھی حرام ہے، مثلاً: سور، کتا، بلی، شراب، افیون بھنگ،



[1] تفصیل کے لیے دیکھیں: فتاوی اصحاب الحدیث: (۱/ ۲٦۰)

[۱۶] جنازہ کی چار تکبیریں ہیں۔ (۱۱)

[۱۷] وہ مسلمانوں کے اماموں کے لیے اصلاح کی دعا کرے اور اُن کے خلاف خروج نہ کرے اور فتنہ میں قتال نہ کرے اور اپنے گھر کو لازم پکڑے۔ (۱۲)

---

ہیروئن، سگریٹ، تمباکو، نشہ آور چیز وغیرہ۔ حرام جانوروں میں ازروئے شریعت صرف گدھے اور خچر کی خرید و فروخت جائز ہے۔

ڈاڑھی مونڈنے کی اجرت لینا، اور داڑھی مونڈنا حرام اور اعلانیہ برائی ہے، مسلمان کی لیے ایسا کرنا جائز ہے نہ اس سلسلے میں کوئی معاونت فراہم کرنا ہی روا ہے، لہٰذا اس کی اجرت اور کمائی حرام کی کمائی ہے، ایسا کرنے والے کو چاہیے کہ توبہ تائب ہو کر آیندہ ایسا نہ کرنے کا پختہ عزم کرے۔

اگر اس کو اس کی حرمت کے متعلق شرعی حکم معلوم ہے تو جو کمائی اس نے کام کے ذریعے کمائی ہے اس کو صدقہ کر دے، (کون نہیں جانتا کہ زنا اور قتل کبیرہ گناہ ہیں لہٰذا گناہ کا ارتکاب ہی جہالت کی علامت ہے اور سچی توبہ سے عام معافی ہے۔ ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ﴾ اگر اس کو اس کی حرمت کے متعلق شرعی حکم کا علم نہیں تھا تو پھر جو ہوا سو ہوا، اس میں کوئی پکڑ نہیں، لیکن آئندہ کے لیے خبردار ہو جانا چاہیے، جس طرح اللہ تعالیٰ سود خوروں کے متعلق فرماتے ہیں:

> ”پھر جس کے پاس اس کے رب کی طرف سے کوئی نصیحت آئے پس وہ باز آ جائے تو جو پہلے ہو چکا، وہ اسی کا ہے اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور جو دوبارہ ایسا کرے تو وہی آگ والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔“

یہ بحث ہم نے اپنی کتاب (خرید و فروخت کے متعلق پچاس شرعی اصول) سے لی ہے۔

(۱۱) دیکھیں: صحيح البخاري: (١٢٦٨) اس کے متعلق امام احمد بن حنبل کے مزید اقوال و افعال کے لیے دیکھیں: الطيوريات: (ح: ١٨٨) وسنده حسن.

(۱۲) شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے کہا کہ تاریخ میں دیکھیں تو آپ کو نظر آئے گا کہ جنھوں

[۱۸] عذاب قبر پر ایمان لانا۔

[۱۹] حوض اور رسول اللہ ﷺ کی شفاعت پر ایمان رکھنا۔

[۲۰] جنتی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے، پر ایمان لانا۔

[۲۱] اس بات پر ایمان رکھے کہ موحدین جہنم سے نکالے جائیں گے، ان کے جل جانے کے بعد جس طرح ان چیزوں کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے احادیث مروی ہیں۔ (۱۳)

ہم ان باتوں کی تصدیق پر ایمان رکھتے ہیں اور اُن کے لیے مثالیں بیان نہیں کرتے اور یہ ایسی باتیں ہیں کہ جن پر ہر طرف تمام اہلِ علم کا اتفاق ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ رسالہ مکمل ہوا۔

---

نے حکمرانوں سے خروج کیا، انھوں نے ایک متفقہ حکمران کو ہٹاتے ہوئے اپنے خروج کی وجہ سے اس سے بڑا فتنہ کھڑا کر دیا۔ یعنی قتل و فساد۔ اسی لیے اہلِ سنت کا منہج جیسے کہ ان کی عقیدہ کی کتابوں میں صاف لکھا ہے کہ عادل یا غیر عادل حکمران کے خلاف خروج ممنوع ہے۔ ①

(۱۳) صحيح البخاري: (۸۰٦) صحيح مسلم: (۱۸۲) سنن النسائي: (۱۱٤۰) نیز دیکھیں: فتح الباري: (۱۱/ ٤٤۰۔ ٤٦۳)



① منهاج السنة: (۲۱)

# مکتوبات

## امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ

امام احمد رحمہ اللہ نے مختلف اہلِ علم کے خطوط
کے جواب لکھے، وہ پیشِ خدمت ہیں۔

چوتھا رسالہ:

# مکتوب

## بنام محدث جلیل مسدد بن مسرہد رحمہ اللہ

# مکتوب بنام محدث جلیل مسدد بن مسرہد رحمہ اللہ

## رسالے(۱) کی اہمیت:

شیخ الاسلام ہروی کو جب اربابِ بدع و تعطیل نے جلا وطن کیا، تو تمام کتابیں گھر میں چھوڑ دیں، صرف امام احمد کے اس خط کو توشۂ سعادت سمجھ کر اپنے ساتھ لیا، حافظ ابن مندہ کا قول ہے کہ جس شخص نے اس وصیت کو پڑھا اور عمل کیا تو وہ ﴿اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ﴾[الحجر: ٤٢] کا ٹھیک ٹھیک مصداق ہے، حافظ موصوف اپنے اکثر خطبات اسی خطبے سے شروع کرتے تھے۔

حافظ ابن جوزی کا قاعدہ تھا کہ اپنے اس وعظ میں جن میں خلیفہ بغداد حاضر ہوتا تھا، اسی خطبہ سے شروع فرماتے تھے۔

حجۃ الاسلام حافظ ابن قیم تو اس کے ایسے شیفتہ ہوئے کہ اپنی اکثر کتابوں کو اسی سے شروع کرتے ہیں۔(۲)

جب دین میں فتنوں کی وبا عام ہوگئی اور قدر، رفض، اعتزال، ارجاء اور خلقِ قرآن جیسے اختلافی مسائل میں عام مسلمان مبتلا ہوگئے(۳) تو امام مسدد بن مسرہد

(۱) اس رسالے کو امام ابن الجوزی نے مناقب امام احمد میں ذکر کیا ہے۔①

(۲) تذکرہ مولانا ابو الکلام آزاد: (ص: ۱۹۳، ۱۹۴)

(۳) امام عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ بہتر فرقوں کے اصل چار فرقے ہیں اور پھر ان چار



① مناقب إمام أحمد بن حنبل: (ص: ١٦٧_ ١٧١)

کو سخت حیرانی ہوئی اور جلیل القدر امام دین ہونے کے باوجود ان معاملات میں انھیں سنت کی روشنی نہ مل سکی۔ بالآخر انھوں نے عالمِ اسلام کے امام احمد بن حنبل کو ایک خط لکھا کہ آپ ان اختلافی مسائل میں رسول اللہ ﷺ کی سنت کو بیان فرما کر ہماری راہنمائی فرمائیں؟

جس وقت امام احمد کے پاس یہ خط پہنچا تو آپ بہت روئے اور فرمایا: إنا لله و إنا إليه راجعون. اس بصری عالم نے طلبِ علم میں کافی مال خرچ کر دیا ہے، لیکن ان کے علم کا یہ حال ہے کہ ان مسائل میں سنتِ رسول ﷺ کی ہدایت بھی حاصل نہ کر سکے۔ اس کے بعد جواب تحریر فرمایا، جس میں ان تمام مسائل کو سنت کی روشنی میں واضح کیا خط کا پورا مضمون درج ذیل ہے:

---

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، جس نے ہر زمانے میں اہلِ علم کو باقی رکھا، جو گمراہوں کو ہدایت کرتے ہیں، کتاب اللہ کے ذریعہ مردوں کو زندہ کرتے ہیں، سنت کے ذریعے اربابِ جہل و ضلالت کو بچاتے ہیں۔ انھوں نے کتنے قتیل شیطانوں کو زندگی بخشی اور کتنے گمراہ لوگوں کو ہدایت کی۔ عام مسلمانوں پر ان کی کوششوں کا نہایت ہی اچھا اثر ہوا، ان حضرات نے اللہ کے دین سے تحریف غالین اور انتحال مبطلین کو دفع فرمایا، جن گمراہوں نے بدعت کی گندگیوں کو اپنا اعتقاد بنایا۔ فتنوں کی زمام اپنے ہاتھ میں لی۔ کتاب اللہ میں اختلافات پیدا کیے، اللہ تعالیٰ پر طرح طرح کے بہتان باندھے اور

---

فرقوں سے بہتر فرقے بنے، وہ چار یہ ہیں: قدریہ، مرجیہ، شیعہ اور خوارج۔[1]

[1] الابانة الكبرىٰ لابن بطه: (رقم: ٢٧٨)

اس کے بارے میں مختلف قسم کے خیالات پیدا کیے، اللہ کی ذات ان ظالموں کی ہفوات سے بہت بلند و بالا ہے، انھوں نے اللہ کی کتاب میں جہالت کے ساتھ قیاس آرائی کی۔ (۴)

ہم اس قسم کے گمراہ کن فتنوں سے پناہ مانگتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ پر سلام و رحمت نازل فرمائے۔ تمام مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ سنت کی راہ دکھائے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک سنت پر عمل کرنا محبوب ترین چیز ہے۔

أما بعد! اللہ ہمیں اور آپ کو ایسے عمل کی توفیق دے، جس میں اس کی رضا مندی ہو، اور ہر ایسی حرکت سے بچائے، جس میں اس کی ناخوشی ہو اور ہم سے وہ کام لے، جو اپنے ڈرنے والے بندوں سے لیتا ہے، اللہ سے اسی بات کا سوال ہے۔

میں اپنے آپ کو اور آپ کو اللہ سے تقوی کرنے سنت رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی جماعت سے لزوم کی نصیحت کرتا ہوں، (۵) آپ کو اہل سنت و جماعت کی

---

(۴) سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اصحاب الرائے (بدعتیوں) سے بچو، کیوں کہ یہ سنتوں کے دشمن ہیں، ان سے حدیثیں یاد نہ ہو سکیں تو انھوں نے اپنی من مانی سے کہنا شروع کر دیا، وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔①

(۵) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جماعت کو لازم پکڑو اور تفرقہ سے بچو، اس لیے شیطان اکیلے بندے کے ساتھ ہوتا ہے۔②

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جماعت سے ایک ہاتھ بھی الگ ہوا اور مر گیا تو

---

① شرح أصول الاعتقاد: (١/ ١٣٩، رقم: ٢٠١) سنن الدارمي: (١/ ٤٧، رقم: ١٢١) جامع بيان العلم و فضله: (٢/ ١٠٤١، رقم: ٢٠٠١ ـ ٢٠٠٥)

② صحيح. مسند أحمد: (١/ ١٨) سنن الترمذي: (٢١٦٥)

مخالفت کرنے والوں کا انجامِ بد اور ان پر عمل کرنے والوں کا حسنِ انجام معلوم ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہم تک پہنچا ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض بندوں کو صرف ایک سنت کی وجہ سے جنت دیتا ہے، جسے اس نے حرض جان بنائے رکھا تھا۔(٦)

## قرآن کلام اللہ ہے غیر مخلوق ہے:

میں آپ کو حکم دیتا ہوں کہ قرآن پر کسی چیز کو ترجیح نہ دیں۔ قرآن اللہ کا کلام ہے، اور جو کچھ اس نے کہا ہے وہ مخلوق نہیں ہے، جن الفاظ کے ذریعے قرونِ ماضیہ کی خبر دی ہے، وہ غیر مخلوق ہیں، لوحِ محفوظ میں جو کچھ ہے اور مصاحف میں ہے اور لوگ جس کی تلاوت کرتے ہیں اور جس طرح بھی پڑھا جاتا ہو اور جس طرح بیان کیا جاتا ہو، سب اللہ کا کلام ہے، غیر مخلوق ہے، جو شخص اسے مخلوق کہے، وہ اللہ تعالیٰ کا منکر ہو گیا اور جو ایسے لوگوں کی تکفیر نہ کرے، وہ بھی کافر ہے۔

## احادیث اور اقوال صحابہ و تابعین کا درجہ:

کتاب اللہ کے بعد دین و ایمان میں سنت رسول اللہ ﷺ، احادیثِ نبویہ اور صحابہ و تابعین کا مرتبہ ہے، انبیاء و رسل علیہم السلام کے بیانات کی تصدیق کرنا اور

---

وہ جاہلیت کی موت مرا۔①

ابوشامہ (٦٦٥ھ) نے کہا کہ حق وہ ہے جس پر پہلے زمانے کے لوگ گامزن تھے یعنی رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم۔②

(٦) طبقات الحنابلة: (١/ ٣٤٢)

(٧) سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ اتباع کرو نہ کہ ابتداع، اس لیے آپ کو وہ چیزیں

---

① صحيح البخاري: (٦٦٤٦)

② الباعث على البدع والحوادث: (ص: ١٩)

اتباع سنت کرنا سراسر نجات ہے،(۷) یہ باتیں اہلِ علم کے بڑے بڑے طبقے سے نقل ہوتی چلی آئی ہیں۔

جہم بن صفوان کے خیالات سے بچتے رہو،(۸) کیوں کہ وہ دین میں رخنہ انداز ہے، ہمارے ائمہ کے بیان کے مطابق فرقہ جہمیہ کے تین گروہ ہیں، ایک گروہ کہتا ہے کہ قرآن کلام اللہ ہے اور مخلوق بھی ہے، دوسرا گروہ کہتا ہے کہ قرآن کلام اللہ ہے اور مخلوق اور غیر مخلوق کے بارے میں خاموش ہیں، یہ ''واقفہ'' ہے، اور تیسرا گروہ کہتا ہے کہ قرآن پڑھنے میں جو ہمارے الفاظ ہیں، وہ مخلوق ہیں، یہ سارے کے سارے جہمیہ ہیں، اور علماء اس پر متفق ہیں کہ جس کا یہ قول ہو، اگر وہ اپنے قول سے توبہ نہ کرے تو اس کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال نہیں ہے اور نہ اس کے فیصلے قابلِ قبول ہیں۔

## ایمان کے بارے میں امام صاحب کا قول:

ایمان قول وعمل کا مجموعہ ہے، اس میں کمی بیشی ہوتی ہے، تم نیک کام

دی گئیں جو کافی ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔①

امام عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ میں نے دین کو اتباع پر سمجھا۔②

شاذ بن یحییٰ نے کہا کہ کوئی بھی راستہ اتنا سیدھا نہیں جتنا ان لوگوں کا ہے جو آثار کی پیروی کرتے ہیں۔③

(۸) جہم بن صفوان، جہد بن درہم کا شاگرد تھا اور دونوں کے باطل عقائد ونظریات تھے، اس لیے دونوں کو پھانسی دی گئی تھی، یہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے منکر تھے اور اُن کا عقیدہ بہت برا تھا۔

① كتاب العلم لابن أبي خيثمة: (رقم: ٥٤)
② شرح أصول: (رقم: ١١٣)
③ شرح أصول: (رقم: ١١٢)

کرو گے تو ایمان میں زیادتی ہوگی، اور برے کام کرو گے تو کمی ہوگی۔(۹)

ہوسکتا ہے کہ آدمی ایمان سے خارج ہوکر اسلام میں داخل ہو جائے، اگر توبہ کرے گا تو پھر ایمان میں داخل ہو جائے گا، اور اسلام سے سوائے شرک باللہ کے کوئی چیز نہیں نکال سکتی، یا اللہ کے فرائض میں سے کسی فریضہ کا منکر ہو کر اسے رد کرے تو کافر ہوتا ہے اور اگر کوئی فریضہ صرف سستی اور کوتاہی سے ترک کیا ہے تو اس کا معاملہ اللہ کی قدرت و مشیت کے حوالے ہے، اگر وہ چاہے تو عذاب دے اور چاہے تو درگزر فرمائے۔

## معتزلہ کے متعلق احکام:

معتزلہ کے متعلق ہمارے علماء متفق ہیں کہ وہ گناہ سے تکفیر کے قائل ہیں، پس معتزلہ میں جو اس اعتقاد پر ہوگا اس کا گمان ہوگا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے گناہ کا ارتکاب کر کے کفر کیا، اور حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے جب

(۹) اس مسئلے پر ہم نے تفصیلی بحث اپنی کتاب شرح أصول السنة للحميدي: (ص: ٤١۔ ٤٦) میں کر دی ہے، صرف ایک قیمتی قول پیش خدمت ہے امام بغوی نے کہا کہ صحابہ، تابعین اور جو لوگ ان کے بعد آئے ہیں تمام ائمہ سنت کا اتفاق ہے کہ عمل ایمان کا حصہ ہے اور وہ کہتے ہیں کہ بے شک ایمان قول و عمل ہے اور عقیدہ نیکی کی وجہ سے زیادہ ہوتا ہے اور گناہ سے کم۔①

امام ابن خزیمہ نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں نے بے شمار علماء وفقہاء جو عراق اور دیگر علاقوں سے تھے ایمان کے بارے میں پوچھا تو سب نے کہا کہ ایمان قول و عمل ہے جو زیادہ اور کم ہوتا ہے۔②

① شرح السنة: (۱/ ۳۸۔ ۳۹)

② كتاب التوحيد لابن خزيمة: (ص: ۹)

باپ کے سامنے جھوٹ کہا تو کفر کیا، معتزلہ اس عقیدہ پر متفق ہیں کہ جو شخص ایک دانے کی بھی چوری کرے گا، وہ جہنمی ہوگا، اس کی عورت اس سے جدا ہو جائے گی اور اگر پہلے اس نے حج کر لیا تھا تو چوری کے بعد اسے دہرائے گا، اس قسم کی باتیں کہنے والے مرتکب کفر ہیں، ان کا حکم یہ ہے کہ نہ ان سے سلام و کلام رکھا جائے، نہ ان کے ہاتھ کا ذبیحہ کھایا جائے، حتی کہ وہ اپنے عقائد سے توبہ کر لیں۔

## افضلیت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق روافض کا عقیدہ اور اس کا رد:

رافضیوں کے متعلق ہمارے اہل علم متفق ہیں کہ وہ اس بات کے قائل ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما سے افضل ہیں، اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا اسلام سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اسلام سے پہلے کا تھا، جو شخص اس عقیدہ کا قائل ہے، وہ کتاب و سنت کو صریح طور سے رد کر رہا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾

[الفتح: ٢٩]

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مقدم کیا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مقدم نہیں کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا، لیکن اللہ نے خود مجھے اپنا دوست بنا لیا۔ (١٠)

جو شخص گمان کرتا ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا اسلام سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اسلام سے پہلے تھا، وہ غلطی پر ہے، کیوں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ جب مسلمان ہوئے تو ان کی عمر ۳۵ سال تھی اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس وقت ۷ سال کے بچے تھے، ان پر شرعی احکام، دینی حدود اور اسلامی فرائض جاری نہیں ہوئے تھے۔



(١٠) صحيح البخاري: (١٤١٧) صحيح مسلم: (١٨٥٥)

## برزخ اور آخرت پر ایمان لانا ضروری ہے:

مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ قضاوقدر کے خیر وشر پر ایمان لائے اور اعتقاد رکھے کہ قضا وقدر کی ہر اچھی و بری بات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ (۱۱)

اللہ نے مخلوقات کی پیدائش سے پہلے جنت کو پیدا کیا، جنت کے مستحقین کی بھی تخلیق کی، اس کی نعمتیں دائمی ہیں، جس شخص کا خیال ہے کہ جنت کا کچھ حصہ ضایع ہو جائے گا وہ کافر ہے، اس طرح اللہ تعالیٰ نے جہنم اور اس کے مستحقین کو پیدا کیا، اس کا عذاب بھی دائمی ہے، جہنم سے لوگ رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کے ذریعے نکلیں گے، نیز اعتقاد رکھے کہ اللہ رب العزت کا دیدار کریں گے، اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا ہے۔ (الأعراف: ۱۴۳)

---

(۱۱) قضاء وقدر چار باتوں پر مشتمل ہے۔

① علم۔ یہ ایمان رکھنا کہ اللہ تعالیٰ ہر شئے کو جانتا ہے، اس شئے کے ہونے سے پہلے اور کلی علم ما کان و ما یکون اکیلے اسی کے پاس ہے، علم کا وجود آنے سے پہلے وہ اپنی مرضی و مشیت سے اس علم کو وجود میں لایا۔ جیسا کہ قرآن میں ہے۔ سورت آل عمران [آیت: ۵]

② کتاب۔ اس پر ایمان لانا کہ اس نے ہر چیز کو جو آخر تک ہونی ہے لکھ دیا ہے اور اس کا علم کسی بھی چیز سے مخفی نہیں۔ یہ سب کچھ لوحِ محفوظ میں لکھ دیا ہے۔ دیکھیں: سورۃ الحج [آیت: ۷۰]

③ مشیت۔ اس پر ایمان لانا کہ اس کی مرضی و مشیت کے بغیر کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ وہ جو چاہے، جب اور کیسے چاہے اپنی مرضی سے کرتا ہے۔ دیکھیں: آل عمران [آیت: ۵] ابراہیم [آیت: ۲۷] القصص [آیت: ۶۸]

④ الخلق. اس پر ایمان رکھنا کہ اس نے سب کچھ بنایا ہے تمام مخلوق اور ان کے افعال کا خالق وہ اکیلا ہے۔ دیکھیں: الفرقان [آیت: ۲] الزمر [آیت: ۶۲]

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیل بنایا ہے۔ (النساء: ۱۲۵) میزان برحق ہے۔ (الأنبیاء: ٤٧)(۱۲)

صراط مستقیم برحق ہے۔ (الأحقاف: ۳۰)

انبیاء برحق ہیں، حضرت عیسی علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ (آل عمران: ٤٥)

حوض۔ (الکوثر: ۱، صحیح البخاري: ٦٠٩٣)

شفاعت۔ (النجم: ٢٦، طہ: ١٠٩، الانبیاء: ٢٨، البقرة: ٢٥٥)

عرش اور کرسی پر ایمان رکھے اور اس بات پر ایمان رکھے کہ ملک الموت روحوں کو قبض کرتا ہے۔ (النحل: ٣٢، النساء: ٩٧)

پھر انھیں اپنے اپنے جسموں کی طرف لوٹا دیتا ہے۔ (البقرة: ٢٨، انعام: ١٠٨) اور مردوں سے توحید، ایمان اور رسول کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے۔

نفخ صور۔ (الکھف: ٩٩، الحاقة: ١٣) جسے اِسرافیل (فرشتہ) صور پھونکیں گے اس پر بھی ایمان رکھے، اور اس بات پر بھی ایمان رکھے کہ مدینہ نبویہ میں جو روضہ مبارک ہے، وہ رسول اللہ کی قبر ہے آپ کے ساتھ سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر رضی اللہ عنہما دفن ہیں۔

اعتقاد رکھے کہ بندوں کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں۔

دجال کا خروج اُمت محمدیہ میں ہوگا اور حضرت عیسی علیہ السلام باب ''لُد'' پر اسے قتل کر دیں گے، علمائے اہل سنت نے جن باتوں کا انکار کیا ہے وہ منکرات ہیں، تمام بدعات سے پرہیز لازم ہے۔

(۱۲) ان مسائل پر بحوث شرح رسالہ نجاتیہ: (ص: ۸۱۔ ۸۳) میں موجود ہیں۔

## خلفائے اربعہ علی الترتیب افضل ہیں:

حضرت محمد ﷺ کی ذات گرامی کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل امت سے کوئی نہیں ہے، ان کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے افضل کوئی نہیں ہے، اور اسی طرح سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے افضل کوئی شخص نہیں ہے۔ خلفائے ثلاثہ کے بارے میں ہمارا یہی قول ہے، اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہم خاموش ہیں، جب کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی تفضیل سیدنا علی رضی اللہ عنہ والی حدیث سے ثابت نہ ہو جائے، یہ چاروں حضرات خلفائے راشدین ہیں۔

عشرہ مبشرہ کے متعلق ہم گواہی دیتے ہیں کہ وہ جنتی ہیں، ان کے نام یہ ہیں:

ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد، سعید، عبدالرحمان بن عوف، ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم اجمعین

غرض کہ جن جن حضرات کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے جنت کی بشارت دی ہے، ہم اُن کے جنتی ہونے کے قائل ہیں۔ (۱۴)

---

(۱۴) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ [التوبۃ: ۱۰۰]

''اور مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔''

## فروعی مسائل صرف فضائل کے لیے ہیں:

ہماری تحقیق کے مطابق نماز میں رفع یدین کرنا اور آمین کہنا حسنات میں زیادتی کا موجب ہے، مسلمان رہنماؤں کے لیے خیر و رحمت کی دعا کی جائے، ان پر تلوار سے حملہ نہ کیا جائے، باہمی فتنہ ونزاع کے زمانہ میں ان سے جنگ نہ کی جائے، کسی مسلمان کو اس بات کے کہنے پر مجبور نہ کیا جائے کہ فلاں فلاں جنتی ہیں، البتہ عشرہ مبشرہ جن کے جنتی ہونے کی بشارت رسول اللہ ﷺ نے دی ہے، ان کے متعلق کہا جا سکتا ہے۔

## مختلف اصولی اور فروعی ہدایات:

اللہ تعالیٰ کے وہی اوصاف بیان کرو، جنھیں اس نے اپنے لیے بیان فرمایا ہے۔ (۱۴) اور جن کے متعلق نفی کی ہے، تم بھی انھی باتوں کی نفی کرو۔ (۱۵)

ارباب ضلالت اور اہل اہواء کے ساتھ بحث وتکرار اور جنگ و جدل کرنے سے بچتے رہو۔ (۱۶)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عیوب بیان کرنے سے رکنا۔ (۱۷)

اور ان کے فضائل کو بیان کرو، ان کے باہمی مشاجرات میں خاموش

---

(۱۴) مثلاً دیکھیں: الشوریٰ [آیت: ۱۱] الاخلاص [آیت: ۱-۴] ہم نے اللہ تعالیٰ کی صفات پر تفصیلی بحوث شرح رسالہ نجاتیہ میں کر دی ہیں۔

(۱۵) مثلاً دیکھیں: البقرۃ [آیت: ۲۲، ۱۴۰] الاسراء [آیت: ۱۱۱] الانبیاء [آیت: ۲۲] ہم نے اس اصول پر تفصیلی بحث شرح رسالہ نجاتیہ میں کر دی ہے۔

(۱۶) الحج [آیت: ٦٨]



(۱۷) اور جو عیوب بیان کرتے ہیں، وہ منافقوں کی طرح ہیں۔ (البقرۃ: ۸)

رہو، اہل بدعت سے دینی امور میں مشورہ نہ لیا کرو۔ (۱۸)

اور نہ ایسے لوگوں کو سفر میں ساتھ لو، نکاح کے لیے ولی، خطیب اور دو عادل شاہدوں کی ضرورت ہے، متعہ قیامت تک کے لیے حرام ہے، ہر نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھ لو، نماز جمعہ، نماز عیدین اور اہلِ قبلہ میں سے جو شخص مر جائے، اس کی نماز جنازہ پڑھ دو، اس کا معاملہ اللہ پر ہے، ہر خلیفہ کی پیروی کرتے ہوئے جہاد اور حج کے لیے نکلنا چاہیے۔ تکبیرات جنازہ چار ہیں، اگر کوئی امام پانچ تکبیریں کہے تو تم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرح پانچ تکبیریں کہو، سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ نمازِ جنازہ میں امام جتنی تکبیریں کہے تم بھی کہو، لیکن امام شافعی نے اس مسئلے میں مجھ سے اختلاف کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: اگر کوئی چار سے زائد تکبیریں کہے تو وہ نماز کا اعادہ کرے، انھوں نے میرے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بطورِ سند پیش کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ جنازہ پڑھی تو چار تکبیریں کہیں۔

خفین کا مسح مسافر کے لیے تین دن اور تین رات ہے اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات ہے اور رات دن کی نمازیں دو دو رکعت ہیں، نمازِ عید سے پہلے کوئی نماز نہیں ہے۔

جب مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھ لو، وتر ایک رکعت ہے۔ (۱۹)

---

(۱۸) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشورہ کرتے تھے اور صحابہ اہلِ بدعت سے نہ تھے۔ (آل عمران: ۱۵۹)

(۱۹) ④ نماز وتر کی رکعات کی تعداد:

**ایک وتر:** سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «الوتر رکعة من آخر اللیل»[1] "وتر ایک رکعت ہے رات کے آخری حصے میں۔" ایک وتر کے مسنون ہونے پر بہت زیادہ دلائل ہیں۔ تفصیل کا طالب "الدلیل الواضح" از: شیخ عبدالعزیز نورستانی حفظہ اللہ کی طرف رجوع کرے۔

**تین اور پانچ وتر:** رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وتر ہر مسلمان پر حق ہے پس جس کی مرضی ہو پانچ وتر پڑھے اور جس کی مرضی ہو تین وتر پڑھے اور جس کی مرضی ہو ایک وتر پڑھے۔"[2]

**تین وتر پڑھنے کا طریقہ:** دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیں، پھر ایک وتر الگ پڑھیں۔[3]

یا تین وتر اکٹھے پڑھنا اور تشہد صرف آخری رکعت میں بیٹھنا۔[4]

**تنبیہ:** تین وتر دو قعدوں اور ایک سلام کے ساتھ پڑھنا منع ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تین وتر (اکٹھے) نہ پڑھو، پانچ یا سات پڑھو۔ اور مغرب کی مشابہت نہ کرو۔"[5]

**فائدہ:** جب تین وتر پڑھنے ہوں تو پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ دوسری میں سورۃ الکافرون اور تیسری میں سورۃ الاخلاص پڑھنی چاہیے۔[6]

سات (۷) وتروں کے ثبوت کے لیے دیکھیں: صحیح مسلم: (٢٥٦/١).

نو (۹) وتروں کے ثبوت کے لیے دیکھیں: مسلم: (٢٥٦/١) نو (۹) وتروں میں پہلا

---

① صحيح مسلم: (٧٥٢)

② سنن أبي داود: (١٤٢٣) سنن النسائي: (١٧١٠)

③ صحيح البخاري: (٦٢٦) صحيح مسلم: (٧٥٢)

④ مسلم: (٧٣٧)

⑤ سنن الدار قطني: (١٦٣٤) صحيح ابن حبان: (٦٨٠) و إسناده صحيح. تفصیل کے لیے دیکھیں: "فتاوى الدين الخالص" (٥/ ٥٣٦ ٥٣٨)

⑥ سنن أبو داود: (١٤٢٣) سنن ابن ماجه: (١١٧١) صحيح

اقامت کہنا ضروری ہے، ارباب اہواء[۲۰] کے مقابلے میں بہر حال اہلِ سنت (قرآن وسنت کا متبع) کو محبوب سمجھتا ہوں چاہے ان میں کوئی عیب ہی کیوں نہ ہو، اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اسلام اور سنت پر موت دے اور علم عطا فرمائے، اور اپنی مرضی پر چلنے کی توفیق دے۔

---

تشہد اس وقت ہوگا، جب آٹھ رکعات مکمل ہو جائیں اور دوسرا تشہد نویں رکعات میں کرنا ہے۔[1]

⑤ ایک رات میں دو بار وتر پڑھنا جائز نہیں۔

سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ رمضان میں قیام کیا اور وتر پڑھ لیا۔ پھر اپنی مسجد میں گئے تو اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی، لیکن وتر نہیں پڑھایا اور کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "لا وتران في ليلة" ایک رات میں وتر کی نماز دو دفعہ نہیں ہے۔[2]

(۲۰) ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ [التوبة: ۲۳]

"اے ایمان والو! اپنے باپوں اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ کفر کو ایمان سے عزیز رکھیں، تم میں سے جو بھی ان سے محبت رکھے گا تو وہ ظالم ہے۔"

---

① صحيح مسلم: (۱/۲۵٦)

② سنن أبي داود: (۱٤۳۹) سنده صحيح.

پانچواں رسالہ:

# مکتوب

## بنام خلیفہ متوکل

بواسطہ

عبداللہ بن یحییٰ بن خاقان

# خلیفہ متوکل کے مختصر حالات

## نام:

المتوکل علی اللّٰه جعفر بن المعتصم بن الرشید.

## پیدائش:

آپ ۲۰۵ھ میں پیدا ہوئے۔

زمانہ خلافت ۲۳۲ھ سے ۲۴۷ھ تک، آپ واثق کے بعد خلیفہ بنے۔

آپ نے اپنا میلان سنت کی طرف کیا اور قرآن و حدیث میں عقائد کے مسائل کا خوب پرچار کروایا اور محدثین کی ڈٹ کر حمایت کی اور فرقِ باطلہ کا کام تمام کر دیا بلکہ بعض جہمیوں کے سرداروں کو قتل کر دیا۔ فتنہ خلق قرآن کی مخالفت کی اور آزمائشوں کو ختم کر دیا۔ یہ ساری تبدیلی ۲۳۴ھ میں آئی بلکہ ہر طرف خطوط لکھے کہ کھل کر علمائے سلام، دین اسلام کا پرچار کریں۔ امام ابن ابی شیبہ جامعہ الرصافہ میں بیٹھ گئے ان کے پاس تیس ہزار افراد نے علمی استفادہ کیا۔ ان کے بھائی عثمان جامعہ منصور میں بیٹھ گئے ان کے پاس بھی خلق کثیر جمع ہوگئی۔ مسلمانوں نے متوکل کے بارے بڑی دعائیں کیں اور ان کی بہت ہی اچھے الفاظ میں تعریف کی۔ خلیفہ متوکل کے عظیم کارناموں سے سنت کا احیا اور جہمیوں کا خاتمہ ہے۔ آپ نے امام احمد رحمہ اللہ سے ملاقات کی اور ان

سے معافی مانگی۔ امام احمد نے انھیں معاف کر دیا۔ متوکل امام احمد کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے بلکہ بسا اوقات مشورے بھی لیتے تھے۔

ظالموں نے آپ کو ۲۴۷ھ میں قتل کر دیا تھا۔(۱)

خلیفہ متوکل نے امام احمد کی طرف نقدی کی شکل میں رقم بھیجی آپ نے لینے سے انکار کر دیا، متوکل نے کہا کہ یہ مال اپنی اولاد کو دے دیں امام احمد نے کہا کہ وہ اس سے مستغنی ہیں۔(۲)

## عبداللہ بن یحیٰی بن خاقان کے مختصر حالات:

نام: أبو الحسين عبد الله بن يحيىٰ بن خاقان التركي البغدادي.

آپ بہت بڑے وزیر تھے، آپ خلیفہ متوکل اور خلیفہ معتز کے وزیر رہے۔(۳)

عبداللہ بن یحیٰی بن خاقان نے امام احمد رحمہ اللہ کی خدمت میں حسبِ ذیل خط لکھا:

امیر المومنین خلفیہ متوکل نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ایک خط کے ذریعے آپ سے قرآن کے متعلق کچھ سوالات کروں اور آپ ان کے جوابات تحریر فرمائیں، واضح رہے کہ یہ سوالات امتحان و آزمائش کی غرض سے نہیں کیے جا رہے، بلکہ مقصد صرف بصیرت اور معرفت ہے۔

آپ نے اس خط کا تفصیلی جواب عبداللہ بن یحیٰی کے پاس تحریر فرمایا۔

متوکل کی دینی خدمات پر اطمینان وتشکر اور دعا۔

---

(۱) تفصیل کے لیے دیکھیں: سير أعلام النبلاء: (۱۲/ ۳۲_ ٤٢) تاريخ الخلفاء للسيوطي: (۱/ ۳۰۱)

(۲) سير أعلام النبلاء: (۱۱/ ۲۷۱)

(۳) سير أعلام النبلاء: (۱۳/ ۱۰_ ۱۲)

اے ابوالحسن (خلیفہ متوکل کی کنیت) اللہ تعالیٰ آپ کے جملہ اُمور کو انجام تک پہنچائے اور دنیا و آخرت کی ساری مشکلات اپنی رحمت سے حل فرمائے، آپ اپنے خط میں لکھتے ہیں:

''امیر المومنین (أعز اللہ تائیدہ) میری علمی استعداد کے مطابق قرآن کے بارے میں کچھ سوال کرتے ہیں۔''

میں اللہ کی جناب میں دست بدعا ہوں کہ وہ امیر المومنین کو امورِ دینیہ کے لیے دائمی توفیق عطا فرمائے، امیر المومنین متوکل کی خلافت سے پہلے عوام کا یہ حال تھا کہ وہ باطل اُمور اور شدید اختلافات کی خلیج میں غوطے کھا رہے تھے، جب امیر المومنین کا دور خلافت آیا، تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے ہر قسم کی بدعات کا خاتمہ کیا اور باہمی ذلت و تنگ دلی کی تمام مہیب تاریکیاں مطلع عوام سے چھٹ گئیں، ایک دینی انقلاب رونما ہو گیا، اور امیر المومنین کی بدولت ہر قسم کی لادینیت مٹ گئی، جس کی وجہ سے مسلمانوں میں بڑا انقلابی اثر ظاہر ہوا، اور ہر طرف سے امیر المومنین کے لیے دعائیں ہونے لگیں، امیر المومنین کے یہ اہم دینی کام پایہ تکمیل کو پہنچیں، اللہ ان کی نیک نیتوں میں زیادتی کرے اور موجودہ روش پر ان کی مدد فرمائے۔

قرآن حکیم کے مضامین میں اختلاف نہ نکالیے، اس سے اعتقادی اور عملی کمزوری ہو جائے گی، اس قسم کے اختلاف کی وجہ سے اگلی قومیں ہلاک ہوئی ہیں، تمھارا جذبہ تسلیم و رضا یہ ہونا چاہیے کہ جس چیز کا حکم دیا گیا ہے، اسے بجا لائیے، جس سے روکا گیا، اس سے رک جایئے، بسا اوقات یہ اختلاف اور باہمی علمی نمائش کفر کی حد تک پہنچ جاتی ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے کہ قرآن کے مضامین کو ایک دوسرے کے ساتھ نہ ٹکراؤ، کیوں کہ اس کی وجہ سے تمھارے قلوب میں شکوک و شبہات پیدا ہو جائیں گے۔(۴)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک بار چند صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے، ان میں سے کسی نے کہہ دیا کہ "کیا اللہ تعالیٰ نے یوں نہیں فرمایا ہے؟ یہ جملہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ سے باہر تشریف لائے، اس وقت آپ کا چہرہ مبارک غصہ کی وجہ سے سرخ ہو رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ کیا تمھیں حکم دیا گیا ہے کہ کتاب اللہ کے مضامین میں تعارض پیدا کرو؟ اس قسم کی کج بحثی کی وجہ سے اگلی قومیں ہلاک ہو چکی ہیں، تمھیں ان باتوں کا کوئی حق نہیں ہے، بلکہ جن باتوں کا حکم ہے، انھیں بجا لاؤ، اور جن باتوں سے روکا گیا ہے، ان سے باز رہو۔(۵)

سیدنا ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مراء في القرآن كفر»(٦)

"قرآن کریم میں جنگ و جدال کر کے اپنی نمائش کرنا کفر ہے۔"

ابوجہم نامی ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے:

«لا تماروا في القرآن فإن مراء فيه كفر»(٧)

"قرآن کریم کے بارے میں نام و نمود کی نمائش کی کوشش نہ کرو، کیوں کہ یہ کفر ہے۔"

---

(۴) مصنف ابن أبي شيبة: (٦/ ١٤٢) السنة لعبدالله بن أحمد: (١/ ١٣٤) حلية الأولياء: (٩/ ٢١٦)

(۵) مسند أحمد: (٢/ ١٩٥)

(٦) صحيح. مسند أحمد: (٤/ ١٦٩ ح: ١٧٦٨٣)

(٧) السنة لعبد الله بن أحمد: (١/ ١٣٥)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک بار سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کہیں سے ایک آدمی آیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس سے وہاں کے عام مسلمانوں کے حالات دریافت کرنے لگے، اس نے جواب دیا کہ

''عوام میں سے فلاں فلاں نے قرآن پڑھ لیا ہے۔''

جب میں نے یہ بات سنی تو کہا کہ آج کل قرآن کے بارے میں لوگوں میں یہ تیز رفتاری مجھے پسند نہیں ہے۔ یہ جملہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے ہاتھ سے روکا اور فرمایا کہ خاموش رہو۔ خلیفۃ المسلمین کے اس رویہ سے مجھے دلی رنج ہوا، اور اپنے مکان پر چلا آیا، تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص نے آکر کہا کہ امیر المومنین کو لبیک کہیے۔ میں سنتے ہی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، دیکھا آپ اپنے دروازے پر کھڑے میرا انتظار کر رہے ہیں، مجھے دیکھتے ہی ہاتھ پکڑ کر گھر میں لے گئے اور فرمایا: ''اس شخص کی بات کو آپ نے کیوں برا مانا۔'' میں نے کہا کہ میری ناپسندیدگی کی وجہ یہ ہے کہ جب لوگ اس تیزی کے ساتھ قرآن کی تعلیم حاصل کریں گے تو آپس میں مسابقت کی شکل پیدا ہو گی، جس سے باہمی اختلاف رونما ہوگا اور لڑائی جھگڑے کے سلسلہ میں نزاع و مراء اور نمائش کی سخت وعید آئی ہے، اس لیے میں نے یہ بات ناپسند کی ورنہ نفس قرآن کی تعلیم تو ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بڑی تعریف و تحسین کی اور اظہار تاسف کرتے ہوئے فرمایا کہ کاش! کہ میں اس شخص کی بات کو عوام سے پوشیدہ رکھتا اور جب آپ بھی مجمع میں تشریف فرما ہوتے تو لوگوں سے بیان کرتا۔(۸)



(۸) سیر أعلام النبلاء (۱۱/ ۲۸۳)

## قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایامِ حج میں مختلف قبائل کے پاس تشریف لے جاتے اور ان کو مخاطب کر کے فرماتے کہ کیا کوئی شخص اپنے قبیلہ کے پاس مجھے لے چلے گا کہ میں اسلام کی تبلیغ کر سکوں، قریش نے تو میرے رب کے کلام کی تبلیغ سے مجھے روک دیا ہے۔ (۹)

سیدنا جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تمھارے رب تک پہنچنے کا بہترین ذریعہ وہی چیز ہے جو اس سے نکلی ہے، یعنی قرآن۔" (۱۰)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ قرآن کو الگ لکھا کرو، اس میں کلام اللہ کے علاوہ کچھ نہ لکھو۔ (۱۱)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ قرآن کلام اللہ ہے، اسے اپنے مقام پر رکھو۔ (۱۲)

ایک شخص نے حسن بصری رحمہ اللہ سے کہا کہ اے ابوسعید! جس وقت میں اللہ کی کتاب پڑھتا ہوں اور اس میں غور کرتا ہوں، پھر اپنے عمل پر نظر کرتا ہوں تو میری تمام اُمیدیں منقطع معلوم ہونے لگتی ہیں۔ یہ سن کر امام حسن بصری نے فرمایا کہ قرآن اللہ کا کلام ہے، بنی آدم کے اعمال دن بدن کم اور ضعیف

(۹) سنن الترمذي: (۳۰۳۹) وقال: صحيح غريب. مستدرك حاكم: (۲/ ٦٦٩) وقال الحاكم: صحيح على شرط الشيخين.

(۱۰) سنن الترمذي: مستدرك حاكم: (۲/ ٤٧٩) وقال الحاكم: صحيح الإسناد.

(۱۱) تفسير القرطبي: (۱/ ۲۳) سير أعلام النبلاء: (۱۱/ ۲۸٤)

(۱۲) سير أعلام النبلاء: (۱۱/ ۲۸٤)

ہوتے جاتے ہیں، تم عمل کیے جاؤ اور اچھی اُمید رکھو۔ (۱۳)

فروہ بن نوفل اشجعی کا بیان ہے کہ سیدنا خباب رضی اللہ عنہ کے پڑوس میں میرا مکان تھا، ایک دن میں نماز کے بعد مسجد سے ان کے ہمراہ نکلا، میرا ہاتھ ان کے ہاتھ میں تھا۔ آپ نے فرمایا:

''تم جس چیز سے اللہ کا قرب حاصل کر سکتے ہو کرو، البتہ اللہ کی قربت کے لیے اس کی محبوب ترین چیز اس کا کلام ہے۔'' (۱۴)

## دین میں جھگڑے سے بچنا اور سنت سے محبت کرنا:

ایک شخص نے حکم بن عتبہ سے پوچھا کہ دین میں بدعات پیدا کرنے والوں کو کس چیز نے اس حرکت پر آمادہ کیا، آپ نے فرمایا کہ باہمی خصومت اور جھگڑے اس کا سبب ہیں۔ (۱۵)

معاویہ بن فروہ جن کے والد نبی کریم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے نے کہا کہ خبردار! ان جھگڑوں میں نہ پڑنا، کیوں کہ یہ اعمال کو مٹا دیتے ہیں۔ (۱۶)

ابوقلابہ کو کئی صحابہ سے شرف ملاقات ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نفس پرستوں اور جھگڑا کرنے والوں کے ساتھ نہ بیٹھو، مجھے ڈر ہے وہ لوگ تمھیں بھی گمراہی میں لے ڈوبیں گے، ورنہ کم از کم تمھاری جانی پہچانی حقیقت میں تو شک پیدا کر ہی دیں گے۔ (۱۷)

دو بدعتی محمد بن سیرین کے پاس آئے، اور انھوں نے کہا: ابوبکر! ہم آپ سے ایک حدیث بیان کرنا چاہتے ہیں، آپ نے کہا کہ میرے سامنے تم لوگ

---

(۱۳) سیر أعلام النبلاء: (۱۱/ ۲۸٤)

(۱۴) سیر أعلام النبلاء: (۱۱/ ۲۸٤)

(۱۵) سیر أعلام النبلاء: (۱۱/ ۲۸٤)

(۱۶) سیر أعلام النبلاء: (۱۱/ ۲۸٤)

(۱۷) سیر أعلام النبلاء: (۱۱/ ۲۸۵)

حدیث بیان نہ کرو، اس پر انھوں نے کہا: اچھا قرآن کی ایک آیت آپ کو سنانا چاہتے ہیں، آپ نے اس سے بھی انکار کر دیا اور کہا کہ تم لوگ میرے سامنے سے اُٹھ جاؤ، ورنہ میں خود چلا جاؤں گا، یہ سن کر وہ دونوں چلے گئے، حاضرین درس میں سے ایک شخص نے امام ابن سیرین سے تعجب کرتے ہوئے سوال کیا کہ ابوبکر! آپ کے سامنے قرآن کی آیت پڑھنے میں کیا حرج تھا؟

آپ نے فرمایا کہ مجھے خوف تھا کہ یہ دونوں کوئی آیت محرف کرکے پڑھ دیں گے اور وہ آیت اسی طرح میرے دل میں جم جائے گی۔(۱۸)

امام ایوب سختیانی رحمہ اللہ سے ایک بدعتی نے کہا کہ ابوبکر! میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں، یہ سن کر آپ نے اپنا منہ موڑ لیا اور فرمایا: ''لا ولا نصف کلمه'' نہیں نہیں آدھی بات بھی نہیں کر سکتے ہو۔(۱۹)

امام ابن طاؤس نے ایک بار اپنے صاحبزادے کو ایک بدعتی سے کلام کرتے ہوئے دیکھا تو کہا کہ بیٹے! اپنی انگلی اپنے کان میں ٹھونس لو، تاکہ اس کی بات نہ سن سکو، خوب ٹھونس لو، خوب ٹھونس لو۔(۲۰)

عمر بن عبدالعزیز کا قول ہے کہ جو آدمی اپنے دین کو جھگڑوں کا نشانہ بناتا ہے، بہت زیادہ غلطیاں کرتا ہے۔(۲۱)

امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ قوم کے خزانۂ علم و دیانت میں کوئی

---

(۱۸) سنن الدارمي: (۳۹۷) سير أعلام النبلاء: (۱۱/ ۲۸۵) شرح أصول الاعتقاد: (رقم: ۲۴۲)

(۱۹) سير أعلام النبلاء: (۱۱/ ۲۸۵) فتح القدير للشوكاني: (۲/ ۱۲۸)

(۲۰) أعلام النبلاء: (۱۱/ ۲۸۵)

(۲۱) سنن الدارمي: (۱/ ۱۰۲) ایک آدمی نے عمر بن عبدالعزیز کو خط لکھا اور تقدیر کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے جواب میں لکھا: أما بعد: میں تمھیں اللہ کے تقوی کے معاملہ میں اعتدال کی راہ اپنانے، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع کرنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے بعد جو کچھ بدعتیوں نے ایجاد کر رکھا ہے اسے ترک کرنے کی

ایسی چیز نہیں جو تم سے چھپا کر رکھی گئی ہے جو تمھارے لیے بہتر ہے، بلکہ ہر بات بیان کر دی گئی ہے۔(۲۲)

امام حسن بصری فرماتے ہیں کہ خواہش نفس دل کی بد ترین بیماری ہے۔(۲۳)

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اے قرائے کرام! تقوی کی زندگی اختیار کرو، اپنے سے پہلے لوگوں کی راہ پکڑو، اللہ کی قسم! اگر تم ان ہی کی راہ پر قائم رہو گے تو بہت آگے نکل جاؤ گے اور انھیں چھوڑ کر دائیں (بائیں) آثار اگرچہ سند کے ساتھ نہیں لکھے گئے مگر یہ سب صحیح ہیں، اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ امیر المومنین کو معلوم ہے کہ میں نے احادیث بیان نہ کرنے کی قسم کھائی ہے، اسی بنا پر مذکورہ احادیث و آثار کے اسانید کا ذکر میں نے قصداً چھوڑ دیا ہے، اگرچہ یہ عذر نہ ہوتا تو ان تمام احادیث کو اس خط میں ان کی سند کے ساتھ بیان کر دیتا۔ پس یہ مذکورہ باتیں بے سروپا نہیں ہیں، بلکہ صحیح مرویات ہیں اور اُن کی اسانید موجود ہیں۔

## قرآن حکیم کلام اللہ ہے، یہ امر ہے خلق نہیں ہے(۲۴):

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

---

وصیت کرتا ہوں....①

(۲۲) سیر أعلام النبلاء: (۱۱/ ۲۸۵)

(۲۳) سیر أعلام النبلاء: (۱۱/ ۲۸۵)

(۲۴) احناف و اشاعرہ کا عقیدہ اس کے خلاف ہے اور اُن کا کہنا ہے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں ہے۔②

---

① صحيح مقطوع۔ سنن أبي داود: (٤٦١٢)

② شرح عقائد النسفية: (ص: ٤١۔ ٤٤) نیز دیکھیں: منة الرحمن ببيان موقف أبي حنيفة من القول بخلق القرآن لأبي عيسى علي بن رشيد الطيعاوي العفري

﴿وَ اِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ﴾ [التوبة:٦]

''اگر کوئی مشرک تم سے پناہ چاہے تو پناہ دے دو تا کہ وہ کلام اللہ سن لے۔''

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ﴾ [الأعراف:٥٤]

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پہلے خلق قرآن کو بیان فرمایا ہے، اور اس کے بعد ''أمر'' کہا ہے، یہاں اس کی خبر دی ہے کہ امر، خلق کے علاوہ چیز ہے۔

﴿اَلرَّحْمٰنُ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ﴾

[الرحمن:١۔٤]

''رحمان نے قرآن سکھایا، انسان کو پیدا کیا اسے بیان سکھایا۔ اس آیت میں بتایا ہے کہ قرآن اللہ کے علم سے ہے۔''

نیز اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَ لَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَ لَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى وَ لَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا نَصِيْرٍ﴾ [البقرة:١٢٠]

''یہود ونصاریٰ اس وقت تک آپ سے راضی نہیں ہو سکتے جب تک آپ ان کا طریقہ اختیار نہ کر لیں، آپ فرما دیجیے کہ اللہ کی ہدایت اصل ہدایت ہے، اگر آپ بالفرض ان کی خواہشوں کا اتباع کر لیں، آپ کے پاس علم آجانے کے بعد تو آپ کے لیے اللہ کی

طرف سے کوئی دوست اور مددگار نہ ہوگا۔"

﴿وَ لَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ وَ مَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ وَ مَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ وَ لَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾

[البقرة: ١٤٥]

"اگر آپ اہلِ کتاب کے سامنے تمام نشانیاں پیش کریں تب وہ آپ کے قبلہ کی طرف رخ نہیں کر سکتے، آپ ان کے قبلہ کے تابع نہیں ہیں، اور خود اہل کتاب ایک دوسرے کے قبلہ کے تابع نہیں ہیں، اگر آپ کے پاس علم آنے کے بعد ان کی خواہشوں کی اطاعت کریں گے، تو آپ اس وقت اپنے آپ پر زیادتی کریں گے۔"

قرآن اللہ کے علم سے ہے، اس آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ جس چیز کو رسول اللہ ﷺ لے کر مبعوث ہوئے، یعنی قرآن وہ علم ہے، جیسا کہ اس آیت میں اس کی تصریح ہے:

﴿وَ لَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ [البقرة: ١٤٥]

## قرآن غیر مخلوق ہے:

ہم سے پہلے جو سلف صالحین گزر چکے ہیں، اُن میں سے متعدد حضرات سے یہی مروی ہے: "القرآن كلام الله وليس مخلوقا"[٢٥]

قرآن اللہ کا کلام ہے اور مخلوق نہیں ہے۔ مسئلہ (خلقِ) قرآن کے بارے میں میرا یہی مسلک ہے۔



(٢٥) سير أعلام النبلاء: (١١/ ٢٨٦)

## باریکیوں میں نہ پڑنا، بلکہ کتاب وسنت کی اتباع کرنا:

میں متکلمین کی جماعت سے نہیں ہوں اور نہ میں علم کلام کے نقطہ نظر سے مذکورہ بالا باتوں کو دیکھتا ہوں، میری گفتگو صرف کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ اور صحابہ و تابعین کے اقوال و آثار کی حدود میں ہوتی ہے، ان کے علاوہ کلام کرنا میرے نزدیک نامناسب ہے۔

## نیکی پر ثابت قدمی کی دعا:

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ امیرالمومنین کی عمر دراز کرے اور ثابت قدم رکھے اور امدادِ خاص سے ان کی مدد فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کو ہر بات کی قدرت حاصل ہے۔(۲۶)

---

(۲۶) كتاب السنة لعبد الله بن أحمد طبع مكه مكرمه (ص: ۱۶۰ تا ۱۹۰) رعایا پر حاکم کا ایک حق یہ ہے کہ رعایا حاکم کے لیے دعا کرے، اسی لیے سلف صالحین مثلاً فضیل بن عیاض اور امام احمد بن حنبل وغیرہ کہا کرتے تھے کہ اگر ہمارے پاس معقول دعا ہوتی ہم اسے سلطان (حاکم اور امیر وقت) کے لیے خاص کرتے۔[1]

امام بربہاری فرماتے ہیں کہ جب کسی شخص کو دیکھیں کہ وہ حاکم وقت پر بد دعا کر رہا ہے تو جان لیں کہ وہ خواہش پرست (بدعتی) ہے اور جب کسی شخص کو امیر وقت کے لیے اصلاح اور درستی کی دعا کرتے ہوئے سنیں تو جان لیں کہ وہ ان شاء اللہ متبع سنت ہے۔[2]

فضیل بن عیاض کی دعا کے لیے دیکھیں: شرح السنة لبربهاري: (ص: ۵۱) طبقات الحنابلة: (۲/ ۳۶) حلية الأولياء: (۸/ ۹۱)

---

① طبقات الحنابلة: (۲/ ۳۶) مجموع الفتاویٰ لابن تیمیة: (۲۸/ ۲۹۱)

② شرح السنة لبربهاري: (ص: ۵۱)

# یادداشت

..............................................................................................

..............................................................................................

..............................................................................................

..............................................................................................

..............................................................................................

..............................................................................................

..............................................................................................

..............................................................................................

..............................................................................................

..............................................................................................

..............................................................................................

..............................................................................................

..............................................................................................

..............................................................................................

..............................................................................................

..............................................................................................



..............................................................................................


أصول السنة
رسالہ نجاتیہ
عقائد حدیثیہ
Salafi
عقيدة السلف واصحاب الحديث
امام محمد بن عبدالوہاب
Salafi